بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
REGD. NO. P/GDP–3.

چودھویں صدی نمبر
جلد ۲۸

ایڈیٹر :۔
خورشید احمد انور
نائبین :۔
جاوید اقبال اختر
محمد انعام غوری۔

چودھویں صدی نمبر
شمارہ
۵۰ – ۵۱

شرحِ چندہ

سالانہ	۱۵ روپے
ششماہی	۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۳۵ روپے
پرچہ چودھویں صدی نمبر	۲ روپے
عام شمارہ	۲۰ پیسے

The Weekly Badr Qadain—143516

۲۲، ۲۹ محرم ۱۴۰۰ ھ ۔ ۱۳، ۲۰ فتح ۱۳۵۸ ہش ۔ ۱۳، ۲۰ دسمبر ۱۹۷۹ء

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

شبیہ مبارک بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اپنی بعثت کی غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (رسالہ الوصیّۃ)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

چودھویں صدی ہجری کا اختتام - اور - مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ!

ایک عظیم الشان خوشخبری

(صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
(المسیح الموعود))

(وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!
(المسیح الموعود))

اِمام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہو چکا ہے

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۱)

محترم بھائیو! آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں بعثتِ مُجددین اور ایک مہدی اور مسیح کے ظہور کے بارہ میں پیشگوئیاں فرمائی تھیں۔ جن کا احادیث میں ذکر ہے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:-

(۱)۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

(ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۱ و اُصول کافی ص ۶۹۱ خاتمۃ الطبع)

کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص مبعوث کرتا رہے گا جو دینِ اسلام کی تجدید کرتا رہے گا۔

(۲) کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔

(بخاری جلد ۲ بحوالہ مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

اَے لوگو! تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ابنِ مریم نازل ہوں گے اس حالت میں کہ وُہ تمہارے اِمام تم میں سے ہوں گے۔

(۳) وَلَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

کہ امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی شخصیت ہیں۔

(۴) یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۴۱۱)

کہ قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہے وُہ عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کرے جو امام مہدی اور حَکَم اور عدل ہوں گے۔

(۵) عن حُذیفۃ بن یمان قال رسُول اللّٰہ صلعم اذا مضت الفٌ و مائتان و اربعون سنةً یبعث اللّٰہُ المھدی۔

(النجم الثاقب جلد ۲ ص ۲۰۹)

حضرت حُذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ۱۲۴۰ سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالےٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

(۶) یخرج المھدی من قریة یقال لھا کَدْعه۔

(جواہر الاسرار قلمی حضرت شیخ علی حمزہ بن ملک طوسی و ارشاداتِ فریدی جلد ۳ ص ۷۰)

کہ امام مہدی ایک بستی سے ظاہر ہوگا جسے کادِعہ کہتے ہیں۔ کادعہ، قادیان کا ہی معرب ہے۔

(۷) انّ لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه (دارقطنی ص ۱۸۸)

کہ ہمارے مہدی کے لئے دو ایسے نشان ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان المبارک میں (چاند گرہن کی تاریخوں میں سے) پہلی تاریخ کو (یعنی ۱۳ تاریخ) اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ یہ گرہن حسبِ پیشگوئی ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۴ء) کو مقررہ تاریخوں میں لگ چکے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے اُن کے واپس دوبارہ آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے آنے والے امام مہدی کو ہی مسیح موعود قرار دیا گیا ہے۔ گویا موعود دو شخصیتیں نہیں صرف ایک ہی شخصیت ہے جو امام مہدی اور مسیح کے ناموں سے ملقب ہوگی۔

(۲)

اَے مُتلاشیانِ حق! احادیثِ مذکورہ بالا اور اُن میں بیان کردہ علامات کو پُورا ہوتے دیکھتے ہوئے اِس اُمت کے بزرگان تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں امام مہدی اور مسیح کے ظہور کی بشارت دے رہے تھے چنانچہ

(الف) نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال تیرھویں صدی کے آخر میں اپنی کتاب "حجج الکرامہ" صفحہ ۱۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"دیر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت۔ پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کے شروع ہونے میں ابھی دس سال باقی ہیں اگر امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے تو وُہ چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے۔

(ب) اسی طرح نواب صاحب موصوف کے فرزند ارجمند ابوالخیر نواب نورالحسن خاں صاحب چودھویں صدی کے شروع ہونے پر کتاب "اقتراب الساعۃ" صفحہ ۲۲۱ پر رقمطراز ہیں:-

"اِس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام تیرھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ صدی پُوری گزر گئی تو مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آتی ہے۔ اِس صدی کے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل وعدل و رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں۔"

(ج) خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم نے ممالک اسلامیہ کی سیاحت کے بعد تحریر فرمایا کہ:-

"ممالکِ اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے اُن کو امام مہدی کا بڑی بیتابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی سنہ ۱۳۳۱ھ میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے۔"

(اہلحدیث ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء)

(۳)

مُعزز بھائیو! یکم محرم الحرام سنہ ۱۴۰۰ھ (بمطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۹ء) سے چودھویں صدی ہجری کا آخری سال شروع ہو چکا ہے۔ اب ایک سال گزرنے کے بعد نئی صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کا انشاء اللہ آغاز ہوگا۔ چودھویں صدی کے اختتام اور پندرھویں صدی کے آغاز میں آپ سب بھائیوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ کہ سنجیدگی و متانت سے غور کریں کہ اس صدی کا مُجدد۔ امام مہدی اور مسیح موعود کون ہیں اور کہاں ہیں؟ جن کے بارہ میں اسلامی کُتب میں پیشگوئیاں پائی جاتی تھیں۔ اور جن کے مُطابق وہ اس موعود کے ظہور کے اِس چودھویں صدی میں منتظر تھے۔ جبکہ علاماتِ ماثورہ پُوری ہو چکی ہیں اور زمانہ اُس مامُورِ ربانی کے ظہور کا متقاضی تھا۔ علماءِ کرام اور عوام مُسلمانوں کے نزدیک اب تک وُہ امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر نہیں ہُوئے۔ اور یہ پُوری صدی انتظار میں ہی گزر گئی۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا مُسلمان اب مایوسی اور نااُمیدی کا مُرقع بن کر بالفاظ علامہ اقبال یہ کہہ کر اپنے دلوں کو تسلی دے لیں ؎

مینارِ دل پہ اپنے خُدا کا نُزول دیکھ
اَب انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

یا بقول شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان لاہور یہ کہہ کر مطمئن ہو جائیں کہ:-

"رہا مہدی موعود کا عقیدہ تو یہ زبوں کاروں اور بے ہمتوں کے کارخانے کا مضرُوب ہے۔"

(چٹان لاہور ۲۸ مئی ۱۹۶۲ء)

یا پھر وہ خلوصِ قلب اور صحتِ نیت سے اُس مامورِ ربانی اور موعودِ رُوحانی کی تلاش کریں۔ اور اس کی شناخت کرکے اور اس کی جماعت میں شامل ہو کر خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی سعادت و توفیق پائیں۔

(۴)

پس اَے بھائیو! آپ کو مایوس و نااُمید ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو یہ بشارت و خوشخبری دی جاتی ہے کہ احادیثِ نبویہ کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر (باقی دیکھئے صفحہ ۳۵ پر)

اخبارِ احمدیّہ

قادیان ۹ فتح (دسمبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۹ نومبر ۷۹ء کی اطلاع مظہر ہے کہ "طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔" احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان۔ ۹ فتح (دسمبر)۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع اہل و عیال و جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی توحید اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو

آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے مبارک وہ جو اٹھ بیٹھیں اور سچے خدا کو ڈھونڈیں!

اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا!

ملفوظات بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اے عزیزو! اے پیارو!! کوئی انسان خدا کے اِرادوں میں اُس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً سمجھ لو کہ کامِل علم کا ذریعہ خدائے تعالیٰ کا الہام ہے جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اُس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اِس الہام کو مُہر لگا دے۔ اور اِس طرح پر دُنیا کو تباہ کرے۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں اُن کو اُن کی راہوں سے ڈھونڈو تب وُہ آسمان سے تمہیں ملیں گے۔ وُہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا۔ اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔ تا تم اس پانی کو پی سکو۔ یہی کرنا چاہیئے کہ افتاں وخیزاں اِس چشمہ تک پہنچو۔ پھر اپنا مُنہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو۔ تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ ...... وُہ خدا سچّا خُدا نہیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے۔ بلکہ کامِل اور زندہ خُدا وُہ ہے جو آپ اپنے وجُود کا پتہ دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی اُس نے یہی چاہا کہ آپ اپنے وجُود کا پتہ دیوے۔ آسمانی کھڑکیاں کھُلنے کو ہیں۔ عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے۔ مُبارک وُہ جو اُٹھ بیٹھیں اور اب سچّے خُدا کو ڈھونڈیں۔"

(اِسلامی اُصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۹-۱۳۰)

"اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو! اُٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا۔ اور تضرّع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دُعا کرو کہ خداوندِ کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام وکمال دیکھ لو۔ اور نیز اُس نُور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے، پچھلی راتوں کو اُٹھو اور خدا تعالےٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو۔ اور ناحق حقّانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بد دُعائیں مت کرو۔ اور نہ منصُوبے سوچو۔ خُدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھُول کے اِرادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دِلوں کی بے وقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا۔ اور اپنے بندے کا مددگار ہو گا۔ اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اِسلام صفحہ ۵۲)

"مَیں نے بار بار کہا کہ آؤ اپنے شکوک مٹا لو۔ پر کوئی نہیں آیا۔ مَیں نے فیصلہ کے لئے ہر ایک کو بُلایا۔ پر کسی نے اِس طرف رُخ نہیں کیا۔ مَیں نے کہا کہ تم استخارہ کرو۔ اور رو رو کر خُدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم پر حقیقت کھولے۔ پر تم نے کچھ نہ کیا۔ اور تکذیب سے بھی باز نہ آئے۔ خُدا نے میری نسبت سچ کہا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچّا ہو اور ضائع کیا جائے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہو اور برباد ہو جائے...... اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ حاجت نہ تھی۔ خدا اس کے نیست ونابُود کرنے کے لئے خُود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سُنتے۔ اور زمین "ضرورت ضرورت" بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بدبخت قوم! اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزّت کیا گیا۔ وُہ جھُوٹوں میں شمار کیا گیا۔ وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خُدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی۔ اب سمجھ کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے۔ اور وُہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو انا الموجُود کی آواز آئے...... کیا صدی کا سر تم نے نہیں دیکھا جس پر چودہ برس اور بھی گذر گئے ہیں (اب تو ننانوے برس گزر گئے ناقل) خسوف کسوف رمضان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہُوا؟ کیا ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی؟ کیا تمہیں اس ہولناک زلزلہ کی کچھ خبر نہیں جو

کی پیشگوئی کے مطابق ان ہی دنوں میں وقوع میں آیا۔ اور بہت سی بستیوں کو برباد کر گیا۔ اور خبر دی گئی تھی کہ اسی کے متصل مسیح بھی آئے گا۔ کیا تم نے آتھم کی نسبت وہ نشان نہیں دیکھا جو ہمارے سیّد و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ظہور میں آیا ...... کیا لیکھرام کی نسبت پیشگوئی اب تک تم نے نہیں سنی؟ ...... کیا تمہیں خدا سے کچھ بھی شرم نہیں آتی جس نے تمہاری تیرھویں صدی کے غم اور صدمے دیکھ کر چودھویں صدی کے آتے ہی تمہاری تائید کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے عین وقت میں پورے ہوتے؟ بتلاؤ ان سب نشانوں کو دیکھ کر پھر تمہیں کیا ہو گیا؟ ..... آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے۔ اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیّت کی پیشی میں ہے۔ مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بے خبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی اُن کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش! اُن کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہیں۔ اور آسمانی تائید ہو رہی ہے۔ اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اُس کو پاتے ہیں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۳۲۵ - ۳۳۱)

—○—

"اگر میں خود دعوٰی کرتا ہوں تو بے شک مجھے جھوٹا سمجھو۔ لیکن اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے میری گواہی دیتا ہے اور خود میرا خدا میرے لئے نشان دکھلاتا ہے تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ یہ مت کہو کہ ہم مسلمان ہیں، ہمیں کسی مسیح وغیرہ کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اُسے قبول کرتا ہے جس نے میرے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے لکھا ہے۔ اور میرے وقت اور زمانہ اور میرے کام کے نشان بتلائے ہیں۔ اور جو مجھے رد کرتا ہے وہ اُسے رد کرتا ہے جس نے حکم دیا ہے کہ اسے مانو۔"

(ایام الصلح صفحہ ۹۳)

—○—

"پس میرے بعد کس کا انتظار کرو گے؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ وہ کہ جس کا ابھی دنیا میں نام و نشان نہیں۔ یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی، جب کہ میرے دعوٰی کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر اُن میں نامرادی اور ناکامی رہی۔ مگر پھر بھی انتظار کسی اَور کی ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اُترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بلکہ صلح کے لئے آیا ہوں۔ مگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے۔ اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبروں میں لے جائیں گے۔ نہ کوئی مسیح اُترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا۔ جو شخص آنا تھا وہ آ چکا وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا۔"

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۷۷ - ۷۸)

—○—

"میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو۔ کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے۔ اور میں اس لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علمِ قرآن بخشا ہے۔ اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں۔ اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۳۶ - ۳۷)

—○—

"میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو...... میں آپؐ ہی کا غلام ہوں۔ اور آپؐ ہی کی مشکوٰۃِ نبوت سے نور حاصل کرنے والا ہوں۔ اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں۔ اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعوٰی کرے کہ میں مستقل طور پر بلا استفاضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مامور ہوں اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ مردود اور مخذول ہے۔ خدا تعالیٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے اس بات پر کہ کوئی شخص وصول الی اللہ کے دروازے سے آ نہیں سکتا، بجز اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۷)

—○—

"خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہتا ہوں **وہ جو آنے والا تھا وہ میں ہوں**۔ قدیم سے خدا تعالیٰ نے منہاجِ نبوت پر طریق ثبوت کا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹)

مدینہ منورہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ہی وہ فجر ہے جس سے اسلام کے سورج کا طلوع ہوا

قرآنی پیشگوئی کے مطابق ۱۸۹۰ء میں شمسی لحاظ سے اور ۱۳۰۲ھ میں قمری لحاظ سے اس زمانہ میں طلوع فجر کا ایمان افروز تذکرہ

کتنی زبردست پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سینکڑوں سال پہلے طلوع فجر کی تاریخیں تک بتا دی گئیں

اور پھر

اس کے مصداق کو عین انہی تاریخوں میں دنیا کی ہدایت کیلئے کھڑا کیا جو قرآن و احادیث میں اس کے ظہور کے لئے مقرر تھیں

عظیم مفسر قرآن سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سورۃ الفجر کی ابتدائی چار آیات۔ وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ کی جو مدلّل اور پُر معارف تفسیر فرمائی ہے وہ سعید دلوں میں اترجانے والی ہے اس کے متعلق حضور نے خود فرمایا ہے کہ یہ تفسیر خود خدا تعالیٰ نے بطور القاء مجھے سکھائی ہے۔ جو دوست اس کی پوری تفصیل پڑھنا چاہیں وہ تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم نصف اوّل ص ۴۹۶ تا ص ۵۳۰ ملاحظہ فرمائیں ذیل میں ہم اس پُر معارف تفسیر کا کچھ حصہ جو ہمارے اس خصوصی نمبر کا لبّ لباب ہے۔ ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

"..... اب میں اپنے معانی بیان کرتا ہوں جو مجھے اللہ تعالیٰ نے یکدم سجدۂ آخری سے اٹھتے ہوئے عصر کی نماز میں بدھ کے دن سمجھائے:

ان آیات میں چار باتیں بیان ہوئی ہیں اوّل وَالْفَجْرِ دوم وَلَيَالٍ عَشْرٍ سوم وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ چہارم وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ..... میرے نزدیک فجر چونکہ ایک بیان ہوئی ہے اور راتیں دس بیان ہوئی ہیں حالانکہ دس راتوں کی دس فجریں ہوتی ہیں اور راتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے دس راتوں کا ذکر ہے درمیان میں

شفع اور وتر

کا ذکر ہے اور آخر میں پھر ایک رات کا ذکر ہے اس لئے میرے نزدیک صحیح مضمون پر پہنچنے کے لئے ہمیں سب سے زیادہ اس امر پر غور کرنے سے مدد مل سکتی ہے کہ یہاں فجر ایک بیان ہوئی ہے اور راتیں دس بیان ہوئی ہیں پھر ان دس راتوں کے بعد کوئی واقعہ شفع اور وتر کا ہے پھر کسی اور رات کا ذکر کیا گیا ہے جو چلی گئی گویا دو فجروں کا ذکر کیا گیا ہے ایک فجر وہ ہے جس کا دس راتوں کے ساتھ تعلق ہے پھر شفع اور وتر کا کوئی واقعہ ہے اور پھر ایک رات کا ذکر ہے جو دور ہوگئی یعنی اس کے بعد ایک اور فجر کا طلوع ہو گیا۔ اگر ہمیں کسی ایسے واقعہ کا علم حاصل ہو جائے جس میں یہ سب باتیں پائی جائیں اور وہ واقعہ ایسا ہو کہ ان تمام حصوں پر پوری طرح چسپاں ہو جاتا ہو تو دوست اور دشمن کوئی بھی اس کی صحت سے انکار نہیں کر سکتا پس ان آیات میں پہلے دس راتیں بیان ہوئی ہیں جن کے ساتھ فجر کا تعلق ہے پھر شفع اور وتر کا ذکر ہے اور پھر ایک رات کے چلے جانے کا جس کے یہ معنے ہیں کہ یہاں رات پر زور دینا مدّ نظر نہیں بلکہ رات کے دور ہو جانے پر زور دینا مدّ نظر ہے۔ لَيَالٍ عَشْرٍ میں رات پر زور دینا مقصود تھا۔ مگر وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ میں رات کے چلے جانے پر زور دینا مقصود ہے۔

چونکہ دنیا میں کوئی دس راتیں ایسی نہیں ہوتیں جن کی ایک فجر ہو اور کوئی دس راتیں ایسی نہیں ہوتیں جن کے بعد شفع اور وتر کا واقعہ ہو اور کوئی شفع اور وتر کا واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس کے بعد ایک رات ہو اس لئے لازماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس جگہ جن راتوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کا مادی سورج کے چڑھنے اور ڈوبنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ایک رات سے مراد بھی کوئی ایسی رات نہیں جس میں سورج ایک طرف سے چڑھتا اور دوسری طرف نکل جاتا ہے کیونکہ دس راتوں کے بعد ایک فجر نہیں ہوتی اور نہ دس راتوں اور ایک رات کے درمیان کوئی شفع اور وتر ہوتا ہے پس یہاں ظاہری راتیں کسی صورت میں مراد ہو ہی نہیں سکتیں۔ بلکہ عقلاً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس جگہ رات اور فجر کے الفاظ

استعارةً استعمال ہوئے

ہیں نہ کہ حقیقی معنوں میں کیونکہ کوئی ظاہری دس راتیں ایسی نہیں ہوتیں جن کے بعد ایک فجر ہو کوئی ظاہری دس راتیں ایسی نہیں ہوتیں جن کے بعد کوئی شفع اور وتر کا واقعہ ہو اور کوئی ظاہری ایک رات ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد فجر ہی فجر رہے۔

پھر راتوں کے ذکر میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ لَيَالٍ عَشْرٍ میں تو رات کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے مگر ایک رات کے ذکر میں اُس رات کے جانے اور دن کے نکل آنے پر زور دیا گیا ہے۔

الغرض میرے نزدیک اس آیت کی ترتیب یوں ہے۔ دس راتیں[1] پھر ایک فجر[2] اور اس کے بعد شفع[3] اور وتر کا کوئی واقعہ اور پھر ایک رات[4] اور پھر ایک طویل فجر گویا اس واقعہ میں دس راتوں کے بعد ایک فجر اور اس کے بعد ایک شفع و وتر کا واقعہ اور اس کے بعد ایک رات اور ایک لمبی فجر کا ذکر ہے۔ پہلی فجر کو دس راتوں سے پہلے اس لئے بیان کیا گیا ہے (حالانکہ فجر رات کے بعد ہوتی ہے) کہ یہ امر واضح تھا کہ رات سے پہلے فجر نہیں ہوتی بلکہ بعد میں ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ فجر کا ذکر پہلے اور راتوں کا ذکر بعد میں کرنے کی کیا وجہ ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ فجر کے لفظ میں

ایک خوشخبری

تھی، اور دنیا میں یہ ایک عام طریق ہے کہ جب ہم اپنے دوست سے کسی ایسے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں جو تکلیف دہ ہے لیکن اس کا انجام اچھا ہوتا ہے تو ہم اس کے خوشکن انجام کا ذکر پہلے کر دیتے ہیں اور غم انگیز حصہ کو بعد میں بیان کرتے ہیں تا اسے زیادہ صدمہ نہ ہو۔

میں نے اس سورۃ پر سوچا اور سوچا مگر آخر مجھے

بطور القاء

اس کا حل مجھے ملا۔

میں یہ بتا چکا ہوں کہ دس راتوں کا ذکر محلاً پہلے ہے گو ذکراً دوسرے نمبر پر ہے اور میں یہ بھی بتا چکا ہوں کہ یہ دس راتیں عام راتیں نہیں بلکہ استعارةً ان کو راتیں کہا گیا ہے۔ پھر میں یہ بھی بتا چکا ہوں کہ یہ سورۃ تیسرے سال کے آخر میں نازل ہوئی ہے جب کہ ابھی منظم مخالفت اسلام کی شروع نہیں ہوئی تھی۔ جب ابھی مسلمانوں کو کچلنے اور ان کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے اجتماعی طور پر کفار نے شروع نہیں کئے تھے وہ انفرادی طور پر تو اذیت پہنچانے کی کوشش کرتے تھے مگر اکثر ایسے تھے جو اسلام کو مذاق میں اڑا دیتے تھے وہ مسلمانوں کو پاگل اور مجنول کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ چند سر پھرے لوگ ہیں انہوں نے ہمارا کیا بگاڑ لینا ہے خود ہی چند دنوں تک خاموش ہو جائیں گے عملی مخالفت، جو انہوں نے بعد میں ایک تنظیم کے ماتحت کی اور جس میں مسلمانوں کو بڑے بڑے دکھ پہنچائے گئے وہ ابھی شروع نہیں ہوئی تھی تقریباً تین سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دعویٔ نبوت پر گذر چکے تھے کہ اس وقت

خدا تعالیٰ نے اس سورۃ کو نازل کیا اور مسلمانوں کو بتایا کہ اب تمہاری شدید ترین مخالفت ہونے والی ہے مصائب اور تکالیف کی بھیانک راتیں تم پر چھا جانے والی ہیں ایک کے بعد ایک رات آئے گی مگر کامیابی کی کوئی شعاع تمہیں نظر نہیں آئے گی اور یہ سلسلہ ممتد ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ

پورے دس سال

تمہیں ان مصائب اور مشکلات کا تختۂ مشق بننا پڑے گا۔ اب غور کرو یہ بات کس حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی تیسرے سال کے آخر میں یہ سورۃ نازل ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ میں رہے ہیں۔ پہلے تین سال مخالفت نہیں ہوئی لیکن اس کے بعد مکہ والوں نے شدید ترین مخالفت شروع کر دی۔ تیرہ میں سے تین سال نکال دو تو باقی ٹھیک دس سال رہ جاتے ہیں جن میں مسلمان کفار کا تختۂ مشق بنے رہے اور یہی وہ دس سال تھے جن کی لَيَالٍ عَشْرٍ میں خبر دی گئی تھی۔ اور جن کو مشکلات اور مصائب کے ہجوم کی وجہ سے استعارۃً رات قرار دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے جو تمہیں عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ میں خبر دی تھی کہ اب یہ لوگ منظم مخالفت شروع کرنے والے ہیں وہ وقت اب آپہنچا ہے۔ مصائب کا ایک شدید دَور تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر آنے والا ہے' تاریک ترین راتیں۔ انتہائی بھیانک راتیں جسم کو کپکپا دینے والی راتیں لرزہ براندام کرنے والی راتیں' ایک نہیں' دو نہیں' تین نہیں مسلسل دس راتیں آئیں گی اور تم کو اور تمہاری قوم کو سخت مصیبت دیکھنی پڑے گی مگر اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو کہ ہم ان دس راتوں کی خبر دیں پہلے ہی تمہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ ان راتوں کے بعد

فجر آنے والی ہے

بیشک مخالفت ہوگی اور شدید ہوگی مگر انجام بہرحال اچھا ہوگا۔ اسلام پھیلے گا مسلمان غالب آئیں گے۔ مشکلات کے بادل دس سال گذرنے کے بعد پھٹ جائیں گے۔ اور فجر ظاہر ہو جائے گی۔

چنانچہ ٹھیک چوتھے سال مکہ والوں نے اسلام اور مسلمانوں کی منظم مخالفت شروع کر دی اور مسلمانوں پر تاریک راتیں چھا گئیں ..... غرض تاریخی شہادتیں اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں پر منظم ظلم جو چوتھے سال میں شروع ہوا ہے یعنی ہجرت سے دس سال پہلے اور یہ سورۃ اسی زمانہ میں نازل ہوئی ہے پس دس راتوں میں ان ظلم و تعدی کے دس سالوں کی خبر دی گئی ہے جن میں انسانیت اور شرافت کا مکہ والوں نے جنازہ نکال دیا تھا اور منظم ظلم کے شروع ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ اب مکہ والے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ بننے والے ہیں۔ ان کی طرف سے ظلم و ستم کا بازار گرم ہونے والا ہے اور وہ اسلام کے خلاف اپنا پورا زور صرف کرنے والے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اور یہ مظالم برابر دس سال تک چلے جائیں گے کہ ہر ایک سال ایک رات کی طرح ہوگا جس میں اُمید کی کوئی شعاع لوگوں کو نظر نہیں آئے گی مگر آخر ان دس راتوں کے گذرنے کے بعد جو انتہائی دُکھ اور تکلیف کی راتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فجر کا طلوع کر دے گا یعنی مصائب اور تکالیف کی یہ راتیں کٹ جائیں گی اور

ایک نیا دور

مسلمانوں کی ترقی کا شروع ہو جائے گا۔"

"..... آخر خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی اور آپ مدینہ تشریف لے گئے یہ ہجرت وہی فجر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے اور جس سے اسلام کے سورج کا طلوع ہوا اور جس سے

اسلامی سال

آج تک چل رہا ہے اور قیامت تک چلے گا ..... یہ وہ فجر تھی جس کا دس تاریک راتوں کے بعد طلوع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہجرت کی اجازت دے دی اور باوجود اس کے کہ کفار آپ کے دروازے پر قتل کے لئے کھڑے تھے آپ نے خدا تعالیٰ کی حفاظت میں مکہ کو چھوڑا اور مدینہ تشریف لے گئے اور یہ قتل کا منصوبہ آپ کو نقصان پہنچانے کی بجائے آپ کے لئے

ایک معجزہ

کے ظہور کا موجب ہوا۔ یہ پہلی خبر تھی جس جس سے مسلمانوں کے دل خوش ہوئے ورنہ ان کے دل کفار کے مظالم کو دیکھ دیکھ کر ہر وقت دُکھتے رہتے تھے اور وہ بسا اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض بھی کرتے کہ یا رسول آپ یہاں سے ہجرت کر کے کہیں اور تشریف لے جائیں مگر آپ یہی فرماتے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا حکم نہ ملے میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن کئی اور مسلمان ان راتوں کے مصائب سے تنگ آ کر مکہ چھوڑ کر چلے گئے بعض حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور بعض مدینہ منورہ میں چلے گئے اور گو ان کو حبشہ اور مدینہ میں آرام میسر آ گیا اور کفار کے مظالم سے وہ بچ گئے مگر ان کے دل ہر وقت دُکھتے رہتے تھے کہ نہ معلوم ہمارا آقا کس حال میں ہوگا اور دشمن آپ سے کیا سلوک کر رہا ہوگا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر ان کو پہنچی تو وہ پہلی رات آرام کی نیند سوئے اور ان کے دل مطمئن ہوئے کہ

اب ہمارا آقا

دشمن کے حملوں سے محفوظ ہو گیا ہے یہ ہجرت طلوعِ آفتاب کی ایک شعاع تھی جسے قرآن مجید میں فجر کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے اور جو ظاہر کر رہی تھی کہ اب عنقریب آسمانی تغیر ہونے والا ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا ان دس راتوں کی فجر کے بعد کوئی شفع اور وتر کا بھی واقعہ ہوا ہے یا نہیں اس غرض کے لئے جب ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک شفع اور وتر کے واقعہ کا بھی اس میں ذکر پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدینہ کے کمزور مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (التوبہ ع۲)
فرماتا ہے اگر تم ہمارے رسول کی مدد نہ کرو گے تو اس کا نقصان تمہیں خود ہی ہوگا ہمارا رسول تو ہماری حفاظت میں ہے اور ہم ہر موقع پر اس کی نصرت و تائید کرنے والے ہیں کیا تمہیں اس واقعہ کا علم نہیں جب کافروں نے اسے مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا اور جب وہ اکیلا نہیں بلکہ اپنے ساتھ ایک اور شخص کو لے کر نکلا تھا اور غار میں آ کر چھپ گیا اور جب اس نے دیکھا کہ میرا ساتھی گھبرا رہا ہے اس لئے نہیں کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ تو اس نے اسے تسلی دی اور کہا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

کہ غم مت کرو ہم دو نہیں بلکہ ایک وتر بھی موجود ہے وتر کی تشریح بھی خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ وَّ يُحِبُّ الْوِتْرَ کہ خدا تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے؟ پس شفع کون تھا؟ شفع محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور وتر کون تھا؟

وتر خدا تعالیٰ

تھا جو ان دو کے ساتھ تھا۔"

"..... جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو کفار نے اردگرد کے قبائل کو اُکسانا اور بھڑکانا شروع کر دیا کبھی خود چھاپے مارتے اور اس طرح مسلمانوں کو دق کرتے رہتے گویا

ابھی ایک لیل

مسلمانوں پر باقی تھی مدینہ میں مسلمانوں کو یہ تسلی تو ہو گئی تھی کہ ہمارا رسول محفوظ ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی کفار کے مظالم بند نہ ہوئے تھے بلکہ نئے سرے سے انہوں نے عرب قبائل کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ گو دس راتوں کے گذرنے کے بعد روشنی کی ایک شعاع ظاہر ہو گئی ہے۔ ہجرت ہو چکی ہے اور شفع و وتر کا واقعہ بھی رونما ہو چکا ہے مگر ابھی ایک رات باقی ہے۔ مشکلات کا ایک سال ابھی رہتا ہے اس ایک سال کے گذرنے کے بعد مسلمانوں کے لئے دوسری فجر چڑھا دی جائے گی۔ چنانچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ اِذْ ......

بریک ...

اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔
(الانفال ع۵)

ان آیات قرآنیہ میں جنگ بدر کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اسے

فرقان قرار دیا ہے

اور بتایا کہ اس جنگ کے ذریعہ ہم نے مسلمانوں کی مشکلات کا خاتمہ کر دیا اُن کی آخری رات کو بھی جو اُن پر چھائی ہوئی تھی دُور کر دیا اور ان کے لئے روشن صبح کا طلوع کر دیا یہ ایک عجیب بات ہے کہ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ میں رات کے جانے کی خبر دی گئی تھی جس کے معنے یہ تھے کہ اس رات کے گذرنے کے بعد فجر شروع ہو جائے گی اُدھر اللہ تعالےٰ نے جنگ بدر کا نام فرقان رکھا ہے اور فرقان کے متعلق لغت میں لکھا ہے کہ اس کے معنے ہیں الصُّبح۔ اَلسَّحْرُ وَ اَقْرَب) پس وہ فتح کا دن جس کا وعدہ سورہ فجر کی آیت وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ میں کیا گیا تھا کہ طلوع فجر کے بعد بھی ایک گیارھویں رات ابھی باقی رہ جائے گی جو آخر دُور کر دی جائے گی آخر اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کو جنگ بدر میں پورا کر دیا اور کفر کی طاقت کو اس نے ہمیشہ کے لئے توڑ کر رکھ دیا اب کفار میں سے کوئی شخص بھی یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے کہ اگر میرے مشورہ پر عمل کیا جاتا تو فائدہ رہتا کیونکہ وہ تمام تدابیر جو اسلام کو کچلنے کے لئے کی گئی تھیں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا باعث بن گئیں۔

یہ ایک عجیب فجر تھی جو مسلمانوں کے لئے ظاہر ہوئی پہلی فجر تو وہ تھی جو دس راتوں کے بعد ظاہر ہوئی اور جس میں نور کی ایک شعاع مسلمانوں کو نظر آنے لگ گئی تھی مگر ابھی فجر کی صرف ایک لو پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ ایک رات ابھی باقی تھی جب وہ رات بھی گذر گئی اور گیارہ راتیں آ چکیں تو اللہ تعالےٰ نے یوم الفرقان ظاہر کر دیا جس میں عرب کی طاقت کو بالکل کچل دیا گیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں پر اس کے بعد بھی مظالم ہوتے رہے اور انہیں کفار سے کئی لڑائیاں لڑنی پڑیں مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جنگ بدر نے کفار کی طاقت کو بالکل توڑ دیا تھا اور مسلمانوں کی شوکت ان پر ظاہر ہو گئی تھی۔

...یہ ہے وہ مفہوم

جو ان آیات قرآنیہ کا اللہ تعالےٰ نے مجھے سمجھایا اور جس کا ایک ایک ٹکڑا اسلامی تاریخ اور قرآنی حوالوں سے ثابت ہے کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں پر دس تاریک راتیں آئیں اور پھر ان تاریک راتوں کے گذرنے پر ہجرت کی صورت میں فجر کی ایک شعاع ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد شفع اور وتر کا واقعہ ہوا اور آخر میں پھر ایک گیارھویں رات آئی جو اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق پورے ایک سال کے بعد گذر گئی اور قیدار کی ساری حشمت خاک میں ملا دی گئی اس کے بعد بے شک جنگیں ہوئی ہیں۔ مگر جنگ بدر کے بعد کفار کا رُعب بالکل مٹ گیا تھا اور اب وہ مسلمانوں کو تر نوالہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس حقیقت کا برملا اظہار کرتے تھے کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنا آسان بات نہیں۔

پس اس پیشگوئی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آئندہ حالات بیان کئے گئے ہیں اور وہ سارے واقعات جن کا اس جگہ پر ذکر ہے قرآن مجید میں نام لے لے کر بیان کر دئے گئے ہیں۔"

".... میں نے بتایا تھا کہ گذشتہ کئی سورتوں میں اکٹھی پیشگوئیاں چل رہی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اولیٰ کے متعلق بھی اور آپ کی بعثت ثانیہ کے متعلق بھی سورۃ الفجر بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے اور جس طرح سورہ غاشیہ اور بعض دوسری سورتوں میں اکٹھے حالات بیان کئے گئے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اولیٰ کے بھی اور آپ کی بعثت ثانیہ کے بھی اسی طرح اس سورۃ میں دونوں زمانوں کے حالات اکٹھے بیان کر دئے گئے ہیں۔ پس یہ پیشگوئی صرف ایک زمانہ کے متعلق نہیں بلکہ دو زمانوں کے متعلق ہے۔

.... اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ کہ ہم اس فجر کی اور ان دس راتوں کی قسم کھاتے ہیں جو اس فجر سے پہلے آئیں گی اور اس سے مراد

وہ ہزار سالہ

دورِ تنزل اور دورِ ضعف ہے جو اسلام پر پہلی تین صدیوں کے بعد آیا اور ہر زمانہ میں تنزل آنا شروع ہوا یہاں تک کہ ساری تاریکیاں جمع ہو گئیں گویا جس طرح پہلے دور کے متعلق ایک رات ایک سال کے قائمقام تھی دوسری پیشگوئی میں ایک رات ایک صدی کے قائمقام ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان تاریک راتوں کے بعد فجر کا زمانہ آئے گا اور تاریکی و ظلمت کے بادل آسمانی روحانیت کے پھٹ جائیں گے چنانچہ اسی مناسبت سے مسیح موعود کا ایک نام

طارق رکھا گیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی پہلا الہام وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ہوا اور یہ الہام آپ کو آپ کے والد کی وفات کے وقت ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے معنے ان کی وفات کے کئے ہیں کیونکہ ان کی وفات رات کو ہوئی مگر اس کے معنے صبح کے ستارہ کے بھی ہوتے ہیں اور والد کی وفات کے وقت جب آپ کو فکر ہوئی کہ والد فوت ہو جائیں گے تو کیا ہو گا تو اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ تم تو طارق ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ظاہر کرنے والے ہو پس تمہارے والد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس دنیوی والد کی وفات کا تم کو کیا غم ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ الطارق کے ابجدی اعداد کو اگر نبی الخروج کے ہزار سال سے ملایا جائے اور سیر ممار سے حساب کو ملحوظ رکھنے کے لئے اس میں ۶۲۱ سال وہ شامل کئے جائیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے زمانہ تک مسیحی سنہ کے لحاظ سے بنتے ہیں تو عین وہ سن عیسوی نکل آتا ہے جس میں فجر کا طلوع ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش فرمایا۔ الطارق کے اعداد ۲۷۱ ہیں اس میں دس صدیاں شامل کی جائیں تو ۱۲۷۱ بن جاتا ہے پھر ۱۲۷۱ میں ۶۲۱ سال پہلے شامل کئے جائیں تو ۱۸۹۲ بن جاتے ہیں اب اس میں سے دو یا تین سال بہر حال نکالنے پڑیں گے کیونکہ الطارق سورہ رعد میں آتا ہے جو مکی سورۃ ہے اور ہجرت سے دو تین سال پہلے نازل ہوئی تھی اب اگر دو سال نکال دیں تو ۱۸۹۰ رہ جاتے ہیں اور یہ وہی سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اور اگر تین سال نکال دیں تو ۱۸۸۹ رہ جاتے ہیں اور یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں سے بیعت لی۔

اسی طرح اگر ہم ہجری سنہ کا حساب کریں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تین صدیوں کو لَیَالٍ عَشْرٍ میں شامل کریں تو یہ ۱۳۰۰ بن جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے بالکل قریب یعنی ۱۳۰۸ھ میں دعویٰ فرمایا اور سات یا آٹھ الیا چھوٹا وقفہ ہے کہ تیرہ صدیوں کے ذکر میں ان کو شمار ہی نہ سمجھا جائے گا۔

پھر اگر ہم ایک اور لحاظ سے دیکھیں تو اس سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی نکل آتی ہے۔ براہین احمدیہ ۱۳۰۰ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوئی ہے اور یہ وہی سال ہے جس میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق

فجر کا طلوع

مقدر تھا۔ گویا شمسی اور قمری دونوں لحاظ سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور رات کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے افق آسمان سے الطارق کا ظہور ہوا۔

یہ کتنی زبردست پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے طلوع فجر کی تاریخیں تک بتا دی گئیں اور سینکڑوں سال پہلے اس کا ذکر کر دیا گیا اور پھر اس کے مصداق کو عین انہی تاریخوں میں اللہ تعالےٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کیا جو قرآن و احادیث میں اس کے ظہور کے لئے مقرر کی گئیں تھیں۔ یہ خدا تعالےٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے جس پر غور کرنے سے اس کی ہستی اور قدرت پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص جو تعصب سے خالی ہوا سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام خدا تعالےٰ کا زندہ مذہب ہے۔

اب رہا پیشگوئی کا تیسرا حصہ یعنی

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ

اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ شفع اور وتر کا جو معاملہ ہو گا اسے ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں ابتدا کے واو عطف کے ہیں اور مُراد یہ ہے کہ ہم اس کی بھی قسم کھاتے ہیں اور اس کی بھی قسم کھاتے ہیں۔ لیکن وَالْفَجْرِ میں واو قسم کے لئے آیا ہے کیونکہ اس سے پہلے کوئی اور مضمون نہیں کہ ہم اس واو کو عاطفہ قرار دیں۔ والفجر دراصل اُقْسِمُ بالفجر ہے اور واو کو اُقْسِمُ کا قائمقام بنایا گیا ہے لیکن اس کے بعد

جتنے دن ہیں سب الفجر کے بعد جو امور ظاہر ہوتے ہیں انہیں معطوف بنایا گیا ہے۔ ایسے آتے ہیں اس لحاظ سے وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ کے معنے ہونگے کہ "ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں اس معاملہ کو جو شفع اور وتر کا ہے"۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غار ثور میں گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا تھا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ غم مت کر خدا ہمارے ساتھ ہے اسی طرح جب شاہد و مشہود جمع ہو جائیں گے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ ظاہر ہوں گے۔ اور آپؐ کا ایک خادم جو

آپؐ کا بروز

ہوگا۔ ظاہر ہوگا تو وہ وقت بھی اسلام کے لئے نہایت سخت ہوگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے شاگرد سمیت گویا محصور ہو جائیں گے تب وتر یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کو ثابت کرے گا کہ وہ ان کے ساتھ ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں"۔ (تذکرہ صفحہ ۴۶۶)

یعنی جس طرح پہلے کفار کے حملہ سے بچنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں پناہ لی اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے اسی طرح آخری زمانہ میں آپؐ کی روحانیت کفر سے بچنے کیلئے قلعہ ہند میں پناہ گزین ہوئی ہے اس الہام الٰہی نے صاف بتا دیا کہ دوسری غار ثور ہندوستان میں ہونے والی ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں پناہ لیں گے۔ پھر آپؐ کے ساتھ ایک ساتھی ہوگا اور پھر آپؐ دوسرے فرمائیں گے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے وہ فیصلہ ہی کامیابی کا ذریعہ بن جائے گی پس وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح پہلے غار ثور میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے تھے اس آخری دور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعودؑ کے ساتھ پناہ گزین ہوں گے مگر اس دفعہ غار ثور میں نہیں بلکہ قلعۂ ہند میں پناہ گزین ہوں گے اور پھر خدا تعالیٰ ان کی معیت کیلئے اپنے فرشتوں کی فوج کے ساتھ اترے گا جس طرح کہ غار ثور کے وقت اترا تھا۔

علاوہ ازیں وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ کے ایک اور معنے بھی ہو سکتے ہیں اور وہ یہ کہ درمیانی عطف کو الفجر کی طرف منسوب کیا جائے بلکہ شفع کی طرف پھیرا جائے اس صورت میں آیت کے یہ معنے نہ ہوں گے کہ ہم قسم کھاتے ہیں شفع کی اور ہم قسم کھاتے ہیں وتر کی بلکہ اس کے معنے یہ لئے جائیں گے کہ ہم قسم کھاتے ہیں شفع کی اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے وتر کی گویا وتر کی علیحدہ قسم نہیں کھائی بلکہ شفع اور وتر کو ملا کر ان کی قسم کھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایسے وجود کو ہم بطور شاہد پیش کرتے ہیں جو اپنی ذات میں شفع بھی ہے اور وتر بھی ہے اس صورت میں اس آیت کے معنے یہ ہونگے کہ میں اس شفع کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جو ساتھ ہی وتر بھی ہے یعنی ایک جہت سے وہ شفع ہے اور ایک جہت سے وتر ہے اور یہ مطلب ہوگا کہ لَيَالٍ عَشْرٍ کے بعد جو فجر ظاہر ہوگی وہ ایسے وجود کے ذریعہ ظاہر ہوگی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر ہوتے ہوئے پھر غیر کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا بظاہر وہ دوسرا ہوگا اور شفع کہلائے گا لیکن باوجود ایک دوسرا شخص ہونے کے اس کے آنے سے "دو نبی" نہیں ہو جائیں گے "دو امام" نہیں ہو جائیں گے۔ بلکہ وہ ایسا

فنا فی الرّسول

ہوگا کہ باوجود اس کے آنے کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کے ایک رہیں گے یعنی وہ یہ کہے گا کہ

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور وہ کہے گا مَنْ فَرَّقَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمُصْطَفٰى فَمَا عَرَفَنِي وَمَا رَاٰى جس نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ وجود ہوں وہ الگ ہیں اور میں الگ، فَمَا عَرَفَنِي وَمَا رَاٰى اس نے مجھے نہیں پہچانا بلکہ وہ تو گمراہ ہو گیا۔"

"...... دوسرے اس کے یہ معنے ہونگے کہ ایسا وجود ظاہر ہوگا جسے لوگ دو سمجھتے ہونگے یعنی مہدی اور عیسیٰ لیکن وہ وتر ہوگا یعنی ایک ہی وجود کے یہ دونوں نام ہونگے اور باوجود شفع سمجھے جانے کے جب وہ ظاہر ہوگا تو وتر ثابت ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اس قسم کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی کہ لوگ دو مدعیوں کے امیدوار ہوں لیکن جب وقت آئے تو وہ دو "موعود" ایک ہی موعود ثابت ہوں صرف یہی ایک زمانہ ہے جس میں لوگ کہتے تھے کہ ایک مسیح ہوگا اور ایک مہدی ہوگا۔ مگر جب وہ آیا تو وتر تھا یعنی پیشگوئیوں کے لحاظ سے دو کی خبر دی گئی تھی مگر حقیقت کے لحاظ سے

وہ دو نہیں تھے

بلکہ ایک ہی وجود کے دو مختلف نام تھے یہی بات اس آیت میں بیان کی گئی تھی کہ وہ دونوں ایک ہی وجود ہوں گے اور باوجود شفع سمجھے جانے کے جب وہ ظاہر ہوگا تو وتر معلوم ہوگا۔ غرض اس صورت میں وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنے والے کی دو حیثیتیں ہوں گی ایک حیثیت شفع اور ایک حیثیت وتر وہ ایک علیحدہ وجود ہوگا اس لئے بظاہر اسلام میں دو نبی نظر آئیں گے مگر چونکہ وہ فنا فی الرسول ہو کر یہ درجہ پائے گا اور اسلام پر ہی عمل کرے گا اور اسی پر عمل کروائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھے گا اور وہی لوگوں سے پڑھوائے گا اس لئے وہ دوئی کوئی پیدا نہ ہوگی بلکہ اسلام میں ایک ہی نبی رہیگا "دو" نہ ہونگے کیونکہ دو تو اختلاف سے ہوتے ہیں اتحاد سے "دو" ایک ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ دو کاموں کی وجہ سے اسے دو عہدے ملیں گے۔ مگر درحقیقت وہ ایک ہی وجود ہوگا۔

پھر فرماتا ہے وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ۔ اس حصہ آیت میں پھر

ایک اور صدی

کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے معاً بعد اسلام کی ترقی نہ ہوگی وہ فجر تو ان کے بعد ظاہر ہو جائے گی شعاع نور نظر آ جائے گی اور لوگوں کی امیدیں بندھ جائیں گی مگر ابھی رات نہ جائے گی بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا۔ اب اگر ۱۸۹۰ء کو فجر لے لو تو یہ صدی ۱۹۹۰ء تک چلتی ہے آجکل ۱۹۷۵ء ہے اس لحاظ سے چھبیس سال ابھی اس لیل میں باقی رہتے ہیں اور اگر ہجری سال لے لو اور ۱۲۷۱ کو دسویں تاریک راتوں کا آخری سال قرار دو تو یہ صدی ۱۳۷۱ میں ختم ہو جاتی ہے گویا اس لحاظ سے لیل کے ختم ہونے میں صرف ۸ سال باقی رہتے ہیں اور اگر صدی کا سر مراد لو اور ۱۳۰۰ھ میں اس لیل کا اختتام سمجھو تو اس میں ۲۷ سال باقی رہتے ہیں یہ تین مدتیں ہیں جو تین مختلف جہتوں سے پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی جہت حقیقی ہے اور کونسی غیر حقیقی یہ بھی ممکن ہے کہ تینوں جہتیں ہی حقیقی ہوں جیسے دس راتوں کی پیشگوئی کے بارہ میں میں نے بتایا تھا کہ آپ کے دعویٰ کے لحاظ سے ایک رنگ میں پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے بیعت کے لحاظ سے دوسرے رنگ میں اور براہین احمدیہ کی اشاعت کے لحاظ سے تیسرے رنگ میں اسی طرح ممکن ہے کہ جانے والی ایک رات کا ایک ظہور آٹھ سال بعد ہو یعنی ۱۹۵۲ء میں ایک ظہور ۲۷ سال بعد ہو یعنی ۱۹۸۱ء میں ایک ظہور ۴۶ سال بعد ہو یعنی ۱۹۹۰ء میں قمری لحاظ سے ایک صدی میں چونکہ تین سال کی کمی آ جاتی ہے اس لئے ۲۷ سالہ میعاد میں سے اگر تین سال نکال دیئے جائیں تو ۲۴ سال رہ جاتے ہیں اس لحاظ سے یہ لیل ۱۳۹۷ھ میں ختم ہوگی گویا تین کی بجائے چار جہتیں ہو گئیں۔ چونکہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے جتنے نقطہ ہائے نگاہ سے بھی تعیین کی جا سکتے ہیں ان سب کو مدنظر رکھنا چاہیئے ایک نقطہ نگاہ سے اس

لیل کے جانے میں

صرف آٹھ سال باقی ہیں ایک نقطہ نگاہ سے ۲۴ سال باقی رہتے ہیں ایک نقطہ نگاہ سے ۲۷ سال باقی رہتے ہیں اور ایک نقطہ نگاہ سے ۴۶ سال باقی رہتے ہیں۔ اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ

یوم الفرقان

ظاہر ہوگا اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی جیسا کہ بدر کی جنگ آخری جنگ نہیں تھی اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں اسی طرح اس کے بعد بھی مخالفین سے ہماری لڑائیاں جاری رہیں گی مگر بہرحال احمدیت کو اس وقت تک ایسے رنگ میں غلبہ میسر آ جائیگا کہ دشمن اس کو محسوس کرنے لگ جائیگا کہ اسلام و احمدیت کی کامل فتح تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ قریباً

تین سو سال

کے عرصہ میں ہوگی اس کے بعد جو قومیں احمدیت میں شامل نہیں ہونگی ان کی حیثیت بالکل ایسی ہی رہ جائے گی جیسے آجکل یہود کی ہے بہرحال وہ آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصے کے بعد ہو احمدیت کی ایک فتح یا آج سے آٹھ سال بعد ہوگی یا آج سے ۲۴ سال بعد ہوگی یا آج سے ۲۷ سال بعد ہوگی یا آج سے ۴۶ سال بعد ہوگی۔ یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہوگی کیونکہ پیشگوئیوں میں دن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں پس ان سب سالوں میں یا ان سالوں کے لگ بھگ ضرور کسی نہ کسی رنگ میں احمدیت کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

فتح و نصرت کے نشانات ترتیب وار یکے بعد دیگرے ظاہر ہونے سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مومنوں کے ایمان ساتھ کے ساتھ تازہ ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے گھر سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکل آئے تو مومنوں کو ایک خوشی پہنچی جب غار ثور میں دشمنوں کے حملہ سے بچ گئے تو دوسری خوشی پہنچی۔ مدینہ پہنچے تو تیسری خوشی پہنچی بدر کی جنگ میں کفار کو شکست ہوئی تو چوتھی خوشی پہنچی۔ اسی طرح ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان چاروں مدتوں میں سے ہر مدت کے اختتام پر نصرت کی ایک ایک کو ظاہر کرتا رہے اور اسی طرح مومنوں کے ایمانوں کو تقویت دیتا رہے جن کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشعار میں فرمایا ہے

دل پہ چڑھا ہے غم اسلام دین کا ہم پر رات ہے

سیاہ بیرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دُنیا میں جو عظیم رُوحانی انقلاب بپا ہُوا اُس کا عروج مہدی موعود کے زمانہ میں مقدر ہے

آپ میں سے ہر فرد اُس جماعت کا ایک فرد ہے جس کے ذریعہ نوعِ انسانی کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کیا جائیگا

اپنے اس مقام کی اہمیت کو سمجھو اور اس کے مطابق دُعائیں کرتے ہوئے اپنی ذمہ واریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرو — !

خدام الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بصیرت افروز افتتاحی خطاب

مؤرخہ ۴ نبوت ۱۳۵۶ ہش بمطابق ۴ نومبر ۱۹۷۷ء کو مسجد اقصیٰ کے صحن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے جو خطاب فرمایا تھا، اُس کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

"...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ نوعِ انسانی جس کا تعلق ہمارے اس زمانہ کے ساتھ ہے، کی زندگی میں ایک ایسا انقلاب بپا ہوگیا اور ایک ایسی انقلابی حرکت پیدا ہوگئی کہ جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اور نہ قیامت تک

اس قسم کا عظیم انقلاب

بپا ہوسکتا ہے۔ انقلابی حرکت یا انقلاب (ایک چیز جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہے وہ نہیں) بلکہ زمین و آسمان تہ و بالا کر دیئے جائیں اور ایک نئی زمین ہو اور نیا آسمان پیدا ہو جائے۔ یہ ہے انقلاب۔ تاہم انسان اپنی کوشش میں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی زندگی میں بھی ارتقائی مراحل میں سے گزرتا ہے۔ ترقی کرتا ہے۔ چھوٹے سے بڑا ہوتا ہے جو کمزور قومیں ہیں وہ طاقتور ہو جاتی ہیں۔ جو سائنس اور تحقیق اور علم میں پیچھے ہوتی ہیں وہ آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ زمین کو چھوڑ کر چاند پر پہنچ جاتی ہیں۔ اور دنیا کو اکٹھا کرنے کے خواب دیکھنے لگتی ہیں۔ اشتراکی انقلاب نے ساری دنیا کے انسان کے ایک حصہ کو جس کو ہم ایک بڑا حصہ کہہ سکتے ہیں اکٹھا کرنے کے خواب دیکھے تھے۔ جب انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ Proletariat of world unite کہ سارے غریب اور وہ لوگ جن پر ظلم ہو رہا ہے جن کا استحصال کیا جا رہا ہے، اکٹھے ہو جاؤ۔ ہم تم سب کو ساتھ ملا کر تمہیں ظلم سے نجات دلائیں گے۔ استحصال سے تم چھٹکارا حاصل کرو گے اور پھر ترقیات کی راہ پر اور آگے بڑھیں گے۔ لیکن ابھی اتنا وقت گزرا

ساٹھ ۶۰ سال کے قریب

سمجھ لیں آپ، اور ابھی سے ان کی حرکت آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے کی طرف ہونی شروع ہوگئی ہے اور وہ جنہوں نے ساری دنیا کے Proletariat (پرولیٹریٹ) کو یہ کہا تھا کہ unite (یونائٹ) اکٹھے ہو جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ مل کر تمہاری قیادت کرکے تمہیں ہدایت دیکر اوپر ہی اوپر لے جاتے چلے جائیں گے۔ وہی لوگ جو ساری دنیا کے Proletariat کو، غریب اور مظلوم کو اکٹھا کر رہے تھے۔ انہوں نے بعض دوسری قوموں کے ساتھ مل کر اپنے تاثرات کا دائرہ مقرر کر لیا کہ دنیا کے یہ حصے میرے Influence (انفلوئنس) اور یہ حصے تمہارے influence میں ہوں گے۔ یعنی جن کے ساتھ لڑائی تھی جن کو وہ ظالم کہہ رہے تھے دنیا کے Proletariat کا ایک حصہ ان کے سپرد کر دیا۔ پس وہ جو ساری دنیا کو اکٹھا کر کے ایک انقلاب بپا کرنے کا منصوبہ تھا وہ تو دنیا کی اس تقسیم کے نتیجہ میں دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اور کامیاب نہیں ہوا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ

سے ایک عظیم انقلاب دنیوی بھی اور روحانی بھی بپا ہوا اور کہا گیا کہ یہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ ساری دنیا کے انسانوں کو، صرف Proletariat کو نہیں بلکہ مظلوم کو بھی اور ظالم کو بھی اپنے احاطہ میں لے لے گا۔ مظلوم کو مظلومیت سے نجات دلائے گا اور ظالم کو اس کے اندر جو ظلم کرنے کی خرابی اور بدی پائی جاتی ہے اس سے نجات دلائیگا۔ اور وہ دو خدا تعالیٰ کی رحمت کے سائے تلے اکٹھے ہو جائیں گے۔ بتایا یہ گیا کہ یہ عظیم انقلاب جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شروع ہوا ہے آخری زمانہ کے آنے تک (یعنی جس کو "آخری زمانہ" کہا گیا ہے اس کی ابتداء تک) تو اس کی شکل یہ بنے گی کہ مد و جزر ہوگا کبھی دنیا کے ایک حصہ میں نیکی کا اور تقویٰ کا اور انصاف کا اور عدل کا اور پیار کا اور بھائی چارے کا اور خیر خواہی کا انقلاب بپا ہوگا۔ اور دوسری طرف ایک تنزل شروع ہو جائے گا۔ لیکن مجموعی طور پر آسمانوں کی طرف بلند ہوتا ہوا ایک گراف بنے گا۔ پھر خیر القرون کی تین صدیوں کے بعد یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی اور بعد کی دو صدیاں گزرنے کے بعد پھر ایک تنزل کا زمانہ آئے گا۔ لیکن وہ ناکامی کا زمانہ نہیں ہوگا یعنی وہ زمانہ ایسا نہیں ہوگا کہ ہم کہیں کہ انقلاب ناکام ہوگیا بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ انقلاب کے اندر ایک سستی پیدا ہوگئی اور جس تیزی کے ساتھ وہ

آسمانی رفعتوں کی طرف

بڑھ رہا تھا وہ تیزی باقی نہیں رہی اور اس کے ایک حصہ میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئیں۔ بہت سے بد اثرات آگئے۔ بہت سی بدعات آگئیں۔ بہت سے ظلم داخل ہو گئے۔ لیکن ایک حصہ ایسا بھی رہا جس کو محاورے میں Hard core (ہارڈ کور) کہا جاتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے ایسے فدائی اور جاں نثار کہ جن کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کے لئے قربان اور اس کی تعلیم اور ہدایت کی اشاعت کے لئے وقف تھا۔ ایسے لوگ بھی موجود تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو تنزل کا زمانہ تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج کا زمانہ قرار دیا ہے۔ جس میں ظلمات میں پھر ایک حرکت پیدا ہوئی، اور انقلاب کی رفتار میں، اس کی حرکت میں ایک کمی اور سستی پیدا ہوگئی۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ کے مقربین دریائے عظیم کی طرح تھے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ اسکی خبر نہ دی گئی ہو بلکہ پہلے سے خبر دی گئی تھی اور یہ بتایا گیا تھا کہ پہلی تین صدیوں میں یہ انقلاب عظیم ترقی کرے گا۔ پھر اس میں سستی پیدا ہوگی۔ اور پھر ایک ہزار سال تک اس میں آہستہ آہستہ سستی

بڑھتی چلی جائے گی. لیکن اس وقت بھی انقلابی گروہ اپنے مقام کو پہچانتا ہوگا. اور پختگی کے ساتھ اپنے مقام پر کھڑا ہوگا۔ اور پھر ایک حرکت آسمانوں کی طرف شروع ہوگی اور پھر آخری جنگ ہوگی، نیکی کی بدی کے ساتھ اور صلاحیت کی شیطانی طاقتوں کے ساتھ اور نور کی ظلمت کے ساتھ۔ پھر وہ بڑھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ آخری کامیابی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلاب کو حاصل ہو جائے گی۔ اور دوسرے سارے انقلاب دب جائیں گے اور ناکام ہو جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔ اور اپنی شکست کو تسلیم کر لیں گے اور پھر وہ "انقلابی" بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔

خدا تعالیٰ کی یہ عجیب شان ہے

کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں جو انقلاب پیدا کیا گیا جو حرکت قائم کی گئی اس کے اس دور میں جو آخری زمانے کے قرب کا زمانہ تھا اور آخری دور کی ابتدا کا زمانہ تھا (یعنی آخری زمانے کا ابتدائی حصہ اور اس سے کچھ پہلے کا زمانہ) اس میں تین زبردست غیر اسلامی انقلابی حرکتیں پیدا کی گئیں۔ یعنی وہ انقلابی حرکتیں تو تھیں۔ لیکن اسلامی نہیں تھیں۔ ایک حرکت پیدا ہوئی سرمایہ داروں کی۔ سرمایہ دارانہ نظام انقلابی نظام ہے اور بڑا زبردست انقلابی نظام ہے۔ سرمایہ دارانہ انقلابی نظام کے اس دور میں صنعت نے انقلابی ترقی کی، زراعت نے انقلابی ترقی کی۔ علوم نے انقلابی ترقی کی۔ ذرائع آمد و رفت اور نقل و حمل نے انقلابی ترقی کی۔ یعنی انسان کو جلد تر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا انتظام ہوا۔ اس کی آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا انتظام ہوا (ٹیلیفون) اس کے پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا انتظام ہوا (ٹیلیگراف اور ٹیلیکس وغیرہ) انسان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لیے موٹر، ہوائی جہاز اور دخانی کشتیاں بن گئیں۔ غرض

سرمایہ دارانہ انقلاب

بڑا عظیم انقلاب تھا۔ اس میں چھاپے خانے بن گئے۔ کتابیں کثرت سے شائع ہونے کا امکان ہو گیا اور نوع انسانی کو اس سرمایہ دارانہ انقلاب نے ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا اور سرمایہ دارانہ انقلاب اگرچہ غیر اسلامی انقلاب ہے لیکن اس نے اسلامی انقلاب کے لیے راہ ہموار کر دی اور اس کے لئے سہولتیں بہم پہنچا دیں۔

اس کے بعد جو دوسرا انقلاب آیا وہ Russian Revolution (رشین ریوولیوشن) کی شکل میں آیا۔

روسی انقلاب

سرمایہ دارانہ انقلاب کی بنیادوں پر علمی تحقیق میں زیادہ توجہ دیکر آگے بڑھا ہے۔ اور اس وقت وہ باہر کی دنیا میں غالباً سب سے زیادہ آگے نکل چکا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کی نقل کرتے ہوئے سرمایہ دارانہ ممالک امریکہ اور دوسرے یورپین ممالک اس کے پیچھے چلے۔ تاہم روسی انقلاب نے سرمایہ دارانہ مادی انقلاب کے اوپر ایک ذہنی انقلاب کی عمارت بنائی اور اگرچہ اس ذہنی انقلاب نے نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی بجائے بہت حد تک نقصان پہنچایا۔ لیکن اس نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم انقلاب کو عروج پر پہنچانے کی جو تحریک شروع ہو چکی ہے اس کے لئے بہت سی سہولتیں پیدا کر دیں۔ اور اسلام سے باہر

تیسرا انقلاب

اخلاقی آیا۔ یہ اخلاقی انقلاب پہلے دو انقلابوں کی عمارت پر تیسری منزل ہے۔ سرمایہ دارانہ انقلاب پہلی منزل، پھر علمی اور ذہنی انقلاب یعنی روسی انقلاب، دوسری منزل اور اس پر تیسری منزل اخلاقی انقلاب، وہ ہے Chinese Socialism (چائینیز سوشلزم) ہر انقلاب نے اپنے سے پہلی منزل کے اوپر عمارت بنائی۔ گویا پہلوں سے بھی فائدہ اٹھایا۔

ذہنی انقلاب Russian Intellectual Revolution (رشین انٹیلیکچول ریوولیوشن) نے سرمایہ دارانہ انقلاب کے اوپر اپنی عمارت کھڑی کی۔ اور چین کے اخلاقی انقلاب نے جو ابھی اپنے بچپنے میں ہے سرمایہ دارانہ انقلاب اور ذہنی انقلاب، روسی کمیونزم کے اوپر اخلاق کی ایک منزل کی بنیاد رکھی۔ روسی انقلاب نے اخلاق کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اور ان کی کتب میں کبھی ایسے اقتباسات بھی ہمیں نظر آجاتے ہیں کہ انہوں نے اخلاق کو حقارت سے دیکھا ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ حالانکہ خدا تعالیٰ نے جو زبردست صلاحیتیں اور قوتیں انسان کو دی ہیں ان میں سے ایک حصہ اخلاقی طاقتوں کا بھی ہے۔ بہرحال ان تین انقلابوں نے جو کہ غیر اسلامی تھے، اسلامی انقلاب کے لئے جو اپنی ذات میں ایک زبردست روحانی انقلاب ہے راہ ہموار کر دی۔ وہ

عظیم روحانی انقلاب

جس نے اخلاقی قدروں اور ذہنی قوتوں اور سرمایہ دارانہ نظام میں خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور ان اسباب سے فائدہ اٹھا کر اپنا کام کرنا تھا اور ہر ایک چیز کو انسان کی روح میں جلا پیدا کرنے کے لئے استعمال کرنا تھا اور اس عظیم انقلاب نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے یہ انقلاب شروع ہوا تین سو سال تک اس میں بڑی وسعت پیدا ہوئی۔ اس اسلامی انقلاب کی یہ جماعتیں اپنے اپنے قائدین کی قیادت میں دنیا کے مختلف حصوں میں انقلاب کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھ رہی تھیں۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلاب عظیم کا نوع انسانی کو جو ایک خاندان بنا دینے کا منصوبہ تھا۔ اس مقصد کو پورا کرنے والی کوئی طاقت ہمیں ان کے اندر نظر نہیں آتی۔ بلکہ ان میں اختلاف کی بہت سی وجوہ پیدا ہو گئیں۔ کہا گیا کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف آیت ۱۰) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ ایک کامل اور مکمل شریعت اور ہدایت انسان کے ہاتھ میں دے دی گئی اور انقلاب عظیم بپا ہو گیا۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ اب اس انقلاب کے نتیجہ میں

اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا

اور تمام ازمز (ismism) اور اصول اور فلسفے جو اخلاقیات پر بحث کر رہے ہیں اور ذہنی قوتوں پر بحث کر رہے ہیں۔ ان سب کی غلطیوں کو ظاہر کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ اتنا علم دے گا کہ وہ آج کی علم میں آگے بڑھی ہوئی دنیا کے ہر غلط حملوں سے اسلام کو بچائیں گے بلکہ ان کی تحقیق کی غلطیوں کو ثابت کریں گے اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ مثلاً میں باہر جاتا ہوں (خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ) اور ان کے بڑے بڑے سکالرز سے بات کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے ان کو یہ بتانے کی توفیق دیتا ہے کہ تم نے جو ریسرچ کی ہے اس کے اندر یہ غلطیاں ہیں اور اسلام نے جو اصول ہمارے سامنے رکھے ہیں وہ ان چیزوں سے کہیں بالا ہیں۔ جو تمہاری تحقیق نے علم کے میدان میں دریافت کی ہیں هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ یہ کام اس انقلاب عظیم کا عروج ہے کہ اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آ جائے اور نوع انسانی کو امت واحدہ بنا دے اور یہ اس کی اصل غرض ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کی بعثت کے ساتھ جو انقلاب عظیم بپا ہوا

اس کا اصل مقصد یہ تھا

کہ سارے کے سارے انسان کیا مغرب میں بسنے والے کیا مشرق میں بسنے والے کیا شمال میں کیا جنوب میں کیا براعظموں میں کیا جزائر میں سارے

کے سارے ایک خاندان کی طرح ہوجائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر یہ مقصد آپ کی زندگی میں ہی یا پہلی تین صدیوں میں پورا ہوجاتا تو لوگ سمجھنے کہ چونکہ آخری مقصد پورا ہوگیا ہے اس لئے آپ کا زمانہ بھی ختم ہوگیا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور روحانی افاضہ کے ذریعہ سے ہی اس نے پیدا ہونا ہے لیکن اس آخری مقصد کے پورا ہونے کا تعلق آخری زمانہ سے ہے اور وہ یہ زمانہ ہے آپ (صلعم) کے ایک خادم مسیح موعود کا زمانہ! پس

آپ وہ لوگ ہیں

جن کے کندھوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بشارت دی گئی تھی کہ آپ کو جو دین دیا گیا ہے جو شریعت عطا کی گئی ہے۔ جو مذہب دیا گیا ہے۔ یعنی اسلام وہ تمام نوع انسانی کو امت واحدہ بنا دے گا اس کے لئے آپ جدوجہد کریں۔ اسلام ایک انقلاب عظیم ہے، اتنا زبردست انقلاب کہ نہ پہلے کبھی آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا۔ اس کے نتیجے میں سارے انسان، سینکڑوں قسم کی بولیاں بولنے والے، جن کی عادتیں مختلف، جن کا رہن سہن مختلف، سارے کے سارے انسان اسلام کی روشنی حاصل کرنے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کردیئے جائیں گے اور یہ کام مہدی کے زمانہ میں مقدر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور صرف آپ نے ہی نہیں فرمایا بلکہ پہلوں نے بھی لکھا ہے۔ امت کے جو بڑے بڑے بزرگ علماء پہلے گزرے ہیں انہوں نے بھی کہا ہے کہ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے مطابق ساری دنیا میں

اسلام کا کامل غلبہ

آخری زمانہ میں مہدی کے ہاتھ سے ہوگا جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک روحانی فرزند ہے۔ جس کا پیار اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا عظیم ہے کہ جب آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی روح کی صرف یہی پکار ہے کہ میں تو کوئی چیز نہیں ہوں سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور انہی کی خدمت پر میں مقرر کیا گیا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خادم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند نے ایک ایسی جماعت پیدا کرنی ہے۔ اور خدا کے فضل سے پیدا کی ہے جن کے ذریعہ سے، جن کی دعاؤں کے ذریعہ سے، جن کی مالی قربانیوں کے ذریعہ سے، جن کی وقت کی قربانیوں کے ذریعہ سے، جن کے ایثار کے نتیجہ میں، جن کے مجاہدہ کی وجہ سے دنیا میں یہ انقلاب عظیم اپنے عروج پر پہنچنے والا ہے اور آپ میں سے ہر شخص اس جماعت کا ایک فرد ہے جس کے ذریعہ سے یہ کام ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا اور پہلے بزرگوں نے بھی آپ کی احادیث اور اقوال کو سمجھ کر یہ فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے یہی سمجھایا اور آپ کو یہ بشارتیں دیں کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں بنی نوع انسان ایک خاندان بنا دیئے جائیں گے۔ اب آپ سوچیں کہ

اس ذمہ داری کے نتیجہ میں

آپ کو کیا کیا کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ اور کیا کیا کچھ لینا پڑے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اپنے خدا کے حضور پیش کردے۔ اور خدا تعالیٰ سے یہ مانگے کہ اے خدا ہر وہ چیز جس کی اس انقلاب عظیم کو کامیاب کرنے کے لئے ضرورت ہے وہ ہمیں عطا کردے۔

بڑی ذمہ داری ہے، بڑی ذمہ داری ہے، آدمی سوچتا ہے تو بہت پریشان ہوتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہے تو ہمت ٹوٹنے لگتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جو یہ اعلان کیا ہے کہ میں اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔ اپنے وعدے پورے کیا کرتا ہوں اس پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ...... ہم نے کچھ اندازے لگائے

میرا اندازہ ہے

کہ آنے والی صدی جس میں کہ اب گیارہ بارہ سال رہ گئے ہیں۔ (اب تو صرف دس سال باقی ہیں ــ ناقل) غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اس اگلی صدی میں یعنی جماعت احمدیہ کے قیام کی دوسری صدی میں دنیا میں ایسے انقلابی حالات پیدا ہوجائیں گے کہ اب جو دنیا کہتی ہے کہ یہ کیا پاگلوں والی باتیں کرتے ہیں۔ ایک اتنی سی جماعت ہے غریب جماعت، دھتکاری ہوئی جماعت جو برسر اقتدار نہیں ہے۔ ساری دنیا کی طاقتیں اس کے خلاف ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ساری دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول کے لئے جیت لینے ہیں۔ اس دنیا کا ایک حصہ سمجھنے لگے گا کہ جو کچھ کہا گیا اس میں صداقت معلوم ہوتی ہے اور ایک حصہ تو اسلام کی گود میں آجائے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوجائے گا۔ پس اگلی صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اور اس سے پہلے پہلے تیاری کا زمانہ ہے۔ صدی کے آنے میں جو گیارہ بارہ سال رہ گئے ہیں۔ ان میں ہمیں سب سے زیادہ تو

دعاؤں کے ساتھ تیاری کرنی چاہیئے

...... پس اپنے مقام کو پہچانو اور دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں بھی اور مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا خادم بننے کی توفیق عطا کرے تاکہ مہدی علیہ السلام کی بعثت کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو اور نوع انسانی اسلام کے آخری غلبہ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوجائے اور ایک خاندان بن جائے۔ آمین

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۷۷ء)

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے سلسلہ میں نفلی عبادات کا پانچ نکاتی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبے کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا ایک خصوصی پانچ نکاتی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لیکر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید[1] اور درود شریف اور استغفار کا ورد روزانہ ۳۳، ۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں :-

(الف) رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

(ب) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ

[1] تسبیح و تحمید : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ

درود شریف : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

استغفار : أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کے بعد الگ کسی مجدد کی ضرورت باقی نہیں رہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف ایک صدی کا مجدد بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ دنیا کی عمر کے آخری ہزار سال کیلئے مجدد بنایا گیا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ دسمبر ۱۹۷۷ء کے موقع پر جو روح پرور پیغام ارسال فرمایا تھا اُس کے مضمون کو ہمیشہ مستحضر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی غرض کے پیشِ نظر اس پیغام کا کچھ حصہ ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

"...... سلسلہ عالیہ احمدیہ کو قائم ہوئے کم و بیش ۸۸ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ پہلے یہ ایک ننھی سی کونپل تھی۔ خدائی وعدوں کے مطابق آہستہ آہستہ اس کا نشو و نما ہوا۔ اور اب یہ ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کی شاخیں تمام ممالک اور تمام آبادیوں میں پھیل چکی ہیں۔ عمر کے لحاظ سے اس کے بچپن کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اب ہم ایک نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند باتوں کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اوّل یہ کہ ہجری سنہ کے لحاظ سے چودھویں صدی ختم ہو رہی ہے صرف سال باقی ہیں (اب تو صرف گیارہ مہینے باقی ہیں۔ ناقل) اور ہم عنقریب پندرہویں صدی میں قدم رکھنے والے ہیں۔ نئی صدی کے شروع ہونے کے ساتھ گذشتہ صدیوں کی طرح ایک نئے مجدد کے پیدا ہونے کا خیال بعض طبائع میں پیدا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب ظہور ہوا تو جیسا کہ آپ نے خود دعویٰ فرمایا ہے آپ کو صرف ایک صدی کا مجدد بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ دنیا کی عمر کے آخری ہزار سال کے لئے مجدد بنایا گیا ہے۔ اور آپ کی بعثت امام آخر الزمان کی حیثیت سے ہوئی ہے۔ اس لئے اب کسی امام یا مجدد کے آنے کی گنجائش نہیں۔ مجددین کی ضرورت تو اُس دور کے لئے تھی جب خلافت کا سلسلہ برقرار نہ تھا۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کے لئے مجددین کے آنے کی خبر دی وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی موعود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم کرے گا۔ اور اس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ پس یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کے بعد الگ کسی مجدد کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب تجدید اور احیاء دین کا کام تا قیامت انشاء اللہ خلفاء مسیح موعود کے ذریعہ ہوتا رہے گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظلّ ہوں گے۔

یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خلافت کا انعام اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ جماعتِ مومنین اس نظام کی قدر و قیمت کو پہچانے اور اس کی بقا اور دوام کے لئے مناسب جدّوجہد اور کوشش جاری رکھے۔ اس لحاظ سے جماعت کا فرض ہے کہ وہ تمام چھوٹوں اور بڑوں اور مردوں اور عورتوں میں نیز آنے والی نسلوں میں خلافت کی اہمیت اور ضرورت کو اچھی طرح واضح کرتی رہے اور ہر فردِ جماعت کے دل میں پورے وثوق سے یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ اسلام کی ترقی اور خدا تعالیٰ کی توحید کا قیام اسی نظام اور اس کی بقاء سے وابستہ ہے۔ اور یہ کہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ، کے موجب جس نے اس سے انحراف کیا اس نے جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ ....

غرض آپ کی سب سے اوّل اور مقدم ذمہ داری یہ ہے کہ آپ خدا اور رسول کے سچے وفادار بندے بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے چمٹے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھیں اور خلافت حقّہ اسلامیہ کے ساتھ وابستگی میں کوئی تزلزل نہ آنے دیں۔ اور پھر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں دامے، درمے، سخنے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور یہ ذمہ داری بھی ہے کہ آپ ان اوصاف سے نہ صرف خود متّصف ہوں۔ بلکہ ان اوصاف کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرتے چلے جائیں تا احیاء و غلبۂ اسلام کا کام نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک چلتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ باتیں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔"

موعود اقوام عالم کی آمد کے بارہ میں مختلف مذاہب کی پیشگوئیاں!

اس موعود کا ظہور تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودہویں صدی ہجری کے شروع میں ہونا تھا

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جب بھی گناہوں کی زیادتی ہوئی۔ فسق و فجور بڑھا لوگ اپنے خالق و مالک کو بھول گئے تب ہی خدا نے اپنی مخلوق کی حالت پر رحم کھا کر نبی پیغمبر ہادی، رشی، منی، اوتار اور مصلحین اس سنسار میں بھیجے۔ جنہوں نے جنتا کا سدھار کیا اور برائیوں سے چھوڑا کر نیکی کے راستہ پر چلایا۔ ان مصلحین کی آمد کسی ایک قوم اور ایک ملک سے مختص نہیں تھی بلکہ ہر قوم اور ہر ملک میں ایسے مصلحین کرام آتے رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید نے بھی فرمایا: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (سورۃ نحل ع ۵)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے جنہوں نے آکر یہ تعلیم دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔

موجودہ زمانہ کے بارہ میں اکثر مذہبی کتب اور دھارمک شاستروں میں یہ ذکر آیا ہے کہ یہ زمانہ ظلمت سے بھرپور اور گھور اندھکار کا زمانہ ہوگا کیونکہ لوگ دنیا کی طرف مائل ہو کر سخت پاپی ہو جائیں گے۔ اکثر مذہبی کتابوں میں اس امر کی تفصیل موجود ہے کہ اس زمانہ میں کس طرح لوگ دھرم اور مذہب سے دور ہوں گے اور خدا سے اپنا تعلق کو منقطع کر لیں گے۔

تفصیل کے لئے دیکھیں، احادیث صحاح ستہ اقتراب الساعۃ صفحہ ۸۴ تا ۵۴)، بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳، جنم ساکھی بھائی بالا، شری مدبھاگوت پران اسکند نمبر ۱۲، بائیبل کی کتاب تمتھیس نمبر ۲ باب ۳ و ۴۔

ان حالات کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی ہر مذہب میں ملتی ہے کہ ان حالات کی اصلاح کے لئے ایک مصلح اور ایک برگزیدہ انسان کا ظہور ہوگا۔

ہندو مذہب کی رو سے شری کرشن جی مہاراج "کلنکی اوتار" کے روپ میں آئیں گے وہ آکر نیکوں کی حفاظت گناہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی استھاپنا (قیام) کریں گے۔ گیتا ادھیائے نمبر ۴۔ شری مدبھاگوت پران اسکند نمبر ۱۲ صفحہ ۶۲۳۔ عیسائی مذہب کی رو سے حضرت عیسیٰ کا ظہور ہوگا، متی باب ۲۳ اور یہودی مذہب کی رو سے عہد کا رسول آئے گا۔ ملاکی نبی کی کتاب باب ۲ آیت ۱۷، مذہب اسلام کی رو سے امت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے بخاری شریف ترمذی شریف، حدیث النجم الثاقب جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۱۲۔ پارسی مذہب کی رو سے ایک فارسی الاصل شخص پیغمبر بنایا جائیگا۔ سفرنگ دساتیر صفحہ ۱۸۸ سکھ مذہب کی رو سے مسلمانی جامہ میں کرشن جی قاضی اور امام مہدی بن کر آئیں گے۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۶۳۲ و ۶۶۱ اور دسم گرنتھ۔ بدھ مذہب کی رو سے ایک مثیل بدھ کا آنا مقدر ہے جس کا نام میتریہ ہوگا کلیان دھرم صفحہ ۳۷۳ باب ۹۶ آیت ۱۲ تا ۱۵۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک دھارمک پستکوں اور مذہبی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ کا مصلح عین وقت پر آگیا، اور وہ آنے والا خدائی کلام اور آسمانی نشانوں سے مشرف ہو کر آیا اور یقیناً وہی آیا جس کی خبر مذہب اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے نام سے دی تھی نیز انبیائے بنی اسرائیل نے جس کی خبر دی تھی جس کا ذکر مہاتما بدھ اور شری کرشن نے کیا تھا۔ اور جس کی بابت حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور گورو گوبند سنگھ جی نے بھی خوشخبری دی تھی۔ یہ آنے والا عظیم مصلح سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وجود ہے۔ جنہوں نے تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں یہ اعلان فرمایا

"یا ایھا الناس انی انا المسیح الموعود المحمدی و انا الاحمد المھدی" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۷)

۲۔ نیز فرمایا: —

"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود، مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں" (اربعین صفحہ ۳)

۳۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے علاوہ حضرت کرشن علیہ السلام کا بھی مثیل ہوں۔ فرمایا:

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں..... میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے سب سے بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے..... خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا کہ:-

"ہے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے" سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں اور اس جگہ ایک اور راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے (یعنی پاپ نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں صرف قومی اصطلاح میں تغائر ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ)

ہم اپنے اس مختصر مضمون میں اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ موجودہ زمانہ کے لئے مختلف مذاہب میں جو ایک مصلح کے آنے کا ذکر ملتا ہے۔ مذہبی کتب کی روشنی میں اس کے آنے کا ٹھیک وقت کیا تھا اور کیا اس کے لئے کتب مقدسہ میں کوئی خاص علامات بھی بیان کی گئی تھیں۔

بیشتر اس کے کہ ہم اس بارہ میں کچھ وضاحت سے لکھیں یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ موعود جس کی آمد کا تذکرہ اس زمانہ کے لئے مختلف مذہبی کتب میں ہے دراصل ایک ہی وجود ہے۔ اپنی اپنی اصطلاحات کے مطابق اور مختلف قوموں کی اصلاح نیز اس کے کاموں کے مطابق اس کے مختلف نام رکھے گئے ہیں کسی نے اس کا نام امام مہدی اور رکھا۔ کسی نے اس کا نام کرشن نہ کلنک اوتار رکھا لیکن یہ سب نام ایک ہی مہان پرش اور عظیم وجود کے ہیں

ہندو صاحبان گیتا میں کرشن جی کے وعدہ کے مطابق کہتے ہیں کہ کرشن جی دوبارہ نہ کلنک اوتار کے روپ میں آئیں گے، لیکن دیگر مذاہب کی پیشگوئیوں کو سامنے رکھتے ہوئے وہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ آنے والا شخص ایک ہی ہے۔ جیسا کہ کئی وِدوانوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں الہ آباد سے ایک رسالہ "ست یگ" نام سے نکلا کرتا تھا۔ اس میں زیادہ تر بحث اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے اوتار کے بارہ میں ہوا کرتی تھی۔ ایک پنڈت سوامی بھولا ناتھ جی کا مضمون اس بارہ میں شائع ہوا تھا کہ آنے والا وجود ایک ہے یا کئی ہیں تو انہوں نے لکھا دراصل آنے والا وجود ایک ہی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"ہندو کہتے ہیں کہ پورن برہم نشکلنک اوتار دھارن کریں گے۔ مسلمانوں کا وشواس ہے کہ کلنکی اوتار ہوگا۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ایشور سے ایک ہو کر بدھاریں گے۔ پرنتو اب یہ جاننا کٹھن ہے کہ یہ ساری شائیں (ساری ہستیاں) پرتیک پرتیک (علیحدہ علیحدہ) ہوں گی یا ایک ہی اس کا اتر یہ ہے کہ نہیں یہ ایک ہی ہوں گی ہندو اپنی درشٹی سے دیکھیں، مسلمان اپنی سے سکھ یا عیسائی اپنی اپنی درشٹی سے دیکھیں گے" (رسالہ ست یگ ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء)

ویر بھارت کے کرشن نمبر میں اسی موضوع پہ ایک نظم شائع ہوئی تھی جس کے دو شعر یہ ہیں

کلنک اوتار آ آ رے امام دو جہاں
منتظر ہیں ہم کہ کب ہوتا ہے تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح
تو شاہ سکان بستی تو شہنشاہ طیور

(ویر بھارت لاہور کرشن نمبر اگست سنہ ۱۹۳۷ء)

پس آنے والا وجود ایک ہی ہے اس لئے ہم اس آنے والے وجود کو موعود اقوام عالم (دنیا کی قوموں کا موعود) کے نام سے یاد کرتے ہیں یعنی وہ مصلح جو سب قوموں کا ایک ہی موعود ہے

دوسری بات یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اس آنے والے موعود کا ظہور امت محمدیہ میں ہونا ہے کسی اور امت میں نہیں۔ اس پر مذہبی کتب بھی روشنی ڈالتی ہیں اور امت محمدیہ میں اس کے ظہور کی وجہ یہ ہے کہ بانی اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رحمۃ للعالمین بن کر مبعوث ہوئے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک کامل شریعت دے کر بھیجا آپ کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ آپ کی آمد کے بعد اب کسی سابقہ نبی کی شریعت جاری نہیں۔ حضور کی شریعت قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔ حضور نے آئندہ زمانہ کے لئے جہاں اور خبریں دیں وہاں یہ بھی بتایا کہ میری امت آہستہ آہستہ دین اسلام پر عمل کرنا

چھوڑ دے گی۔ اور یہاں تک فرمایا کہ میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے ۷۲ فرقے اپنی بد اعمالی کی وجہ سے ناری اور جہنمی ہوں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اس وقت مسلمانوں میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اس کی تصدیق حضور کی مشہور حدیث کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر سے بھی ہوتی ہے (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ یعنی اس وقت مسلمانوں کی حالت ویسی ہی ہو گی جیسی ابن مریم کے آنے کے وقت یہود کی تھی گویا آخری زمانہ میں مسلمان جب اپنی بد اعمالی کے لحاظ سے یہود کے نقش قدم پر چلیں گے تو اس وقت ان کی اصلاح کے لئے انہی میں سے ایک مسیح ابن مریم بھیجا جائے گا۔ جو پہلے مسیح ابن مریم سے مماثلت رکھتا ہوگا اور اس کی آمد کے لئے نزول کا لفظ استعمال کر کے بتایا کہ اس کا آنا نعمت کے طور پر ہوگا اور وہ آسمانی برکتوں اور نور کا حامل ہوگا۔

قرآن مجید نا سورۂ جمعہ میں آنحضرت صلعم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے ایک بعثت جو سرزمین عرب میں امیین میں ہوئی اور دوسری بعثت جو آخرین میں ہوگی۔

آخرین میں حضور کی بعثت اس زمانہ میں ہے جب مسلمان خراب ہو جائیں گے قرآن مجید اور اسلام پر عمل چھوڑ دیں گے۔ یہ گویا آپ کی مثیل کی بعثت ہے جسے آپ نے امام مہدی قرار دیا ہے۔ اور اس کے متعلق فرمایا کہ وہ ابنائے فارس میں سے ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور پر سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم یعنی اللہ تعالے نے اس رسول کو امیین میں مبعوث فرمایا ہے اور پھر آخرین میں مبعوث فرمائے گا۔

ہم نے پوچھا حضور یہ آخرین کون لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس مجلس میں حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے حضور نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:
"لو كان الايمان معلقا بالثريا لناله رجال او رجل من هؤلاء"
(بخاری شریف تفسیر سورہ جمعہ) یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا۔ تو ان لوگوں میں سے ایک شخص یا کچھ اشخاص اس کو واپس لے آئیں گے۔"

اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں امام مہدی ہوں گے

اس سے ظاہر ہے کہ موعود اقوام عالم نے مثیل محمد اور بروز محمد بن کر ظاہر ہونا ہے۔ اس لئے اس کا ظہور امت مسلمہ میں ہونا ہے۔ اور اس نے سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد ہو کر ظاہر ہونا ہے۔

سکھ لٹریچر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب ہندو اور مسلمان اپنے دین دھرم کو چھوڑ دیں گے وید اور قرآن مجید کو چھوڑ دیں گے۔ مسجد اور مندر کو لوگ بھول جائیں گے تو اس وقت ایک بھگت پیدا ہوگا جو نیل بستر پہرے گا۔ (سکھوں کی اصطلاح میں نیل بستر مسلمانوں کے لباس کو کہا گیا ہے گویا وہ بھگت اسلامی لباس میں مبعوث ہوگا۔ چنانچہ گورو نانک جی فرماتے ہیں۔

چکنا چور کرے گا گور پورانکا لیکیہ مٹیا جائی
مسلمان صفت شریعت ساجے کی وڈیائی

اس کی تشریح میں لکھا ہے۔

اور اگے بندہ صاحب کا آنگا نسد امام رسید ہوگا (یعنی خدا رسیدہ) سو گورو کے حکم سے آئیگا۔ یہ جامہ اس کا مسلمان کا ہو وے گا۔ (جنم ساکھی وڈی بھائی بالا صفحہ ۶۳۲۔

اور آگے فرمایا:

ہر کلنک ہوے اتری یہاں بلی اوتار
رچھیا جگ جگ انتاں کرے سنگار

"یعنی وہ آنے والا گورو دوسری کلنک اوتار ہوگا۔ وہ نیکیوں کی رکھشا کرے گا اور دشٹوں کا ناش کرے گا (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۶)

اور گورو گوبند سنگھ جی نے اس کو میر مہدی کے نام سے یاد کیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے

جنگ ایسی ریت چلائے
سرا تر پتر پھرا ئے
نہیں کال پرکھ جینت
نہیں دیو جاپ بھنت
تب کال دیو رسائے
اک اور پرکھ بنائے
رچے انس مہدی میر
رسونت ہاتھ ہمیر (دسم گرنتھ)

"یعنی جب دنیا میں لوگ خدا کو چھوڑ دیں گے اور ہر ایک اپنی بڑائی کریگا۔ دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے لوگ خدا کی عبادت کو چھوڑ دیں گے تب خدا کی صفت قہاریت جوش میں آئے گی اور وہ ایک شخص کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کریگا جو امام مہدی میر ہوگا وہ مستقل مزاج اور حلیم ہوگا۔ وہ دجال کو قتل کرے گا"۔

سکھ لٹریچر کی ان باتوں سے بھی واضح ہے کہ آنے والا موعود مسلمانی جامہ میں آئے گا۔ اور امت مسلمہ میں آئے گا۔ ہندوستان میں آئے گا

تیسری بات جو مذہبی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس موعود اقوام عالم نے ہندوستان میں ظاہر ہونا ہے چنانچہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ کی مشہور حدیث ہے کہ مسیح موعود دمشق کے مشرقی جانب میں آئے گا اور بائیبل میں یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۱ میں اس کی تصدیق کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ وہ راستباز موعود پورب کی طرف مبعوث ہوگا اور حدیث کی کتاب نسائی میں اور نجم الثاقب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ موعود ہندوستان میں آئے گا۔ (ملاحظہ ہو نسائی جلد ۲ باب غزوۃ الہند اور النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ و ۲۲۴ حاشیہ)

انہی روایات کے پیش نظر کسی بزرگ نے یہ کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

كانت لآدم ارض الهند مهبطا
وفيه نور رسول الله مشعول
من ههنا مستبين ان مهدينا
مهند من سيوف الله مسلول

کہ حضرت آدم کے اترنے کی جگہ ہندوستان ہے اور اس میں رسول اللہ کا نور روشن کیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے مہدی بھی ہندی ہوں گے جو اللہ تعالے کی کھینچی ہوئی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

حضرت محی الدین ابن عربی کی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں مہدی اور اس کے وزراء کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ عجمی ہوں گے (فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۵) نیز شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی نے اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ ہجری میں تالیف ہوئی امام مہدی علیہ السلام کے خروج کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہوں گے اور اثر دیا میں اس عظیم ہستی کے بہادری دکھانے کا مقام قدان (قادیان) بتایا گیا ہے۔ (اتھرو وید سوکت ۹۷ منتر ۳) اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ نے بتایا ہے کہ آنے والا موعود پنجاب میں پرگنہ بٹالہ میں آئے گا۔ (جنم ساکھی بھائی بالا وڈی ساکھی صفحہ ۲۵۱) بٹالہ صوبہ پنجاب ضلع گورداسپور کی مشہور تحصیل ہے اور قادیان تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔

ان باتوں کی وضاحت کے بعد اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ اس موعود اقوام عالم نے کب ظاہر ہونا ہے۔

قرآن مجید احادیث اور اقوال بزرگان میں بیان کردہ وقت ......!

قرآن مجید کی سورۃ سجدہ آیت يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ۔ سے واضح ہوتا کہ اسلام ایک ہزار سال تک محکم و مضبوط رہے گا ثم يعرج اليه سے اسلام کے ضعف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر اس کے ساتھ حدیث میں بیان کردہ ان تین صدیوں کو ملایا جائے جن کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں:

"خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم"

یعنی تین صدیاں کچھ بہتر رہیں گی پھر جھوٹ اور کذب پھیلنے لگے گا۔ ان تین صدیوں میں ہزار سال جمع کرنے سے تیرہ سو سال بنتے ہیں)

آیت قرآنی سے ایک ہزار سال میں اسلام کی ترقی کی پیشگوئی ہے اور پھر اس ہزار سال کے بعد تیرھویں صدی تک تنزل ہونا شروع ہوگا۔ اس تنزل کے بعد پھر خدا تعالے اس کی مضبوطی کی تدبیر کرے گا۔

غایۃ المقصود جو شیعہ حضرات کی مشہور کتاب بزبان فارسی ہے۔ اس میں آیت ان یوماً کالف سنۃ الخ کی تشریح میں لکھا ہے:۔

(ترجمہ از فارسی) "ایک ہزار سال سے مراد شریعت کے غلبہ کی قوت ہے۔ ایک ہزار سال گذر جانے پر دین اسلام پر کمزوری آنی شروع ہوگی۔ یہاں تک کہ بالآخر بہت کمزور اور غریب ہو جائے گا اور اس کمزوری کی ابتداء گیارھویں صدی سے تیس سال گذرنے پر ہوگی۔ اس وقت سے مہدی علیہ السلام کے مبعوث ہونے کا انتظار شروع ہوگا۔ (غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۸۱)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الآیات بعد المائتین (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) یعنی نشانات دو سو سال بعد ظاہر ہوں گے۔ اس کی تشریح میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں ویحتمل ان یکون اللام للعہد ای بعد المائتین بعد الالف وھو وقت ظہور المھدی۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ دہلی)

کہ المائتین کے لفظ پر جو الف لام ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ایک ہزار سال کے بعد دو سو سال گذرنے پر نشانات ظاہر ہوں گے۔ اور یہی مہدی کے ظاہر ہونے کا وقت ہے یعنی تیرھویں صدی میں ظہور ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مہدی کے ظہور کی تاریخ "چراغ دین" سے تیرھویں صدی کا آخر نکالی ہے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

حافظ برخوردار صاحب مشہور عالم حدیث اپنی کتاب انواع میں لکھتے ہیں:

پچھے اک ہزار دے گزرے ترے سے سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہور امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا شروع ہے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی مشہور کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۹۵ پر لکھتے ہیں

دیر ہر تقدیر ظہور مہدی بر سر صد سیزدہ احتمال قوی دارد۔

یعنی میرے اندازے کے مطابق مہدی کا آئندہ صدی (چودھویں صدی) کے سر پر ظاہر ہونے کا قوی احتمال ہے۔ اور لکھتے ہیں:۔

"بر سر مائۃ چہار دہم کہ دہ سال کامل ازاں باقی است اگر ظہور مہدی و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"

یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی کامل دس سال باقی ہیں اگر مہدی و مسیح کا ظہور اور نزول ہو گیا تو وہی مجدد و مجتہد ہونگے اور نواب صاحب کو بزرگانِ سلف کے اقوال پر اسقدر یقین تھا کہ انہوں نے یہاں تک "حجج الکرامۃ" میں لکھ دیا کہ یہ بندہ بڑی خواہش رکھتا ہے کہ اگر میں حضرت روح اللہ کا زمانہ پاؤں تو پہلا شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام انہیں پہنچائے میں ہوں گا۔

یہی وجہ ہے کہ تیرھویں صدی کے آخر میں عالم اسلام میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار شروع ہو گیا۔ دہلی کے مشہور صوفی" سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جناب خواجہ حسن نظامی نے ممالک اسلامیہ کی سیاحت کے بعد لکھا:۔

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے"۔

(بحوالہ اہلحدیث ۲۱ر جنوری ۱۹۱۲ء)

پھر خواجہ صاحب موصوف اپنی کتاب شیخ سنوسی میں فرماتے ہیں:۔

"کیا عجب ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور ۱۳۳۰ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تو ۱۳۴۰ھ تک تو ظہور یقینی ہے کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ۱۳۴۰ھ تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے۔

پس اسلامی لٹریچر میں آمدہ روایات کے مطابق حضرت امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی کے آخر میں اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے شروع میں ہو جانا چاہیئے تھا۔

گزشتہ علماء کے برخلاف آجکل علمائے کرام نے یہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ چودھویں صدی ختم ہو کر پندرھویں صدی شروع ہو رہی ہے اس لئے اب امام مہدی کا ظہور ہوگا احادیث اور بزرگانِ سلف کے اقوال کے یہ بالکل خلاف ہے۔

حال ہی میں کچھ باغیوں نے سرزمینِ مکہ میں حج بیت اللہ کے موقع پر مسجد حرام میں گولیاں چلائیں اور کہا کہ امام مہدی فلاں ظاہر ہو گیا ہے اس کو مانا جائے۔ یہ واقعہ تو سعودی عرب کے حکام کے خلاف ایک بغاوت تھی جہاں تک امام مہدی کے آنے کا سوال ہے امام مہدی کے آنے کا وقت سو سال قبل تھا۔

پس امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی کے آخر اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کا سر یعنی شروع تھا۔

بائیبل کا بیان کردہ وقت

بائیبل میں دانیال نبی کی بعض اہم پیشگوئیاں درج ہیں ان میں سے ایک پیشگوئی ان الفاظ میں ہے:۔

"اے دانی ایل تو اپنی راہ چلا جا کہ یہ باتیں آخر وقت تک سر بمہر رہیں گی اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کریں گے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور بتوں کو تباہ کیا جائے گا ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک کرتا ہے"۔

(دانی ایل باب ۱۲ آیت ۹ تا ۱۲)

دانیال کی اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی آمد کا وقت بتایا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کی دو نشانیاں بتلائی ہیں۔

ایک دائمی قربانی کا موقوف کیا جانا
دوسرے بتوں کا تباہ کیا جانا

خروج باب نمبر ۲۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو روزانہ صبح و شام دو بکرے فی سبیل اللہ قربان کرنے کا حکم تھا یہ قربانی ختم نہیں ہو سکتی تھی جب تک شریعت موسویہ منسوخ نہ ہو یہ بات آنحضرت صلعم کے ظہور سے پوری ہوئی دوسری نشانی بتوں کے تباہ ہونے اور ٹوٹنے کی تھی یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فتح مکہ کے وقت پوری ہو گئی ان ہر دو واقعات کے بعد سے ٹھیک ۱۲۹۰ دن تک موعود مصلح نے آنا ہے۔ الہامی کتب میں عموماً دن سے مراد سال ہوتا ہے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی یا دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کا ظہور اس پیشگوئی کی روشنی میں تیرھویں صدی ہجری کا آخر بنتا ہے۔

دانیال نبی کی اس پیشگوئی کے مطابق عیسائی علماء اور مبلغین نے یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ۱۸۶۸ء میں آئیں گے۔ اور تمام عیسائی دنیا نے بڑی بے قراری سے انتظار شروع کیا۔

دراصل اس پیشگوئی کے مطابق مسیح کی آمد کا زمانہ ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۸ء تک تھا اور ہجری کیلنڈر کے مطابق یہ زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا شروع بنتا ہے

ہندو ودوانوں کا بیان کردہ وقت

گیتا میں حضرت کرشن جی کے اس وعدے کے مطابق کہ جب بھی دھرم کا ادب اور ادھرم کی وردھی (زیادتی) ہو گی میں دنیا کے سدھار کے لئے آیا کروں گا انیسویں صدی کے آخر سے (چودھویں صدی ہجری کے شروع سے) ہندو دنیا نے حضرت کرشن کو بلانا شروع کیا اور ہر جنم اشٹمی کے موقعہ پر آپ کو بلانے کے لئے ہندو لوگوں کی چیخ و پکار بڑھتی گئی اور ہندو علماء نے بھی کئی تاریخیں کرشن جی کی آمد کے لئے مقرر کرنی شروع کر دیں۔

۸ر جولائی ۱۸۹۹ء کے انگریزی اخبار "ٹریبیون" میں ایک بہت بڑے نجومی کا مضمون شائع ہوا تھا جس میں اس نے لکھا تھا کہ ۱۹۰۰ء میں زمین پر خدا کا ایک نیا اوتار ظاہر ہوگا جو انسانیت کے لئے وہ کچھ کرے گا جو مسیح نے اپنے زمانہ میں کیا۔ اس کے بعد ان کے ظہور کی آخری تاریخ ہندو ودوانوں اور علماء نے یکم اگست ۱۹۴۲ء مقرر کی تھی (رسالہ رستگیک ۱۹۴۰ء)

سکھ گوروؤں کا بیان کردہ وقت

جنم ساکھی وڈی بھائی بالا والی میں ایک مصلح کے آنے کے بارہ میں پیشگوئی ان الفاظ میں درج ہے:۔

"تاں مردانے پچھیا گورو جی کبیر بھگت جیہا کوئی ہور بھی ہویا ہے سری گورو نانک نے آکھیا۔ مردانیاں۔ اک جٹیٹا ہوسی پر اساں توں پچھے سو برس توں بعد ہوسی"۔

(جنم ساکھی وڈی بھائی بالا صفحہ ۲۵۱)

یعنی تب مردانے نے گورو نانک جی سے پوچھا کہ گورو صاحب کبیر بھگت سے بڑا کوئی اور بھی بھگت ہوگا گورو صاحب نے فرمایا ہاں مردانیاں ایک جاٹ زمیندار ہم سے ایک سو برس بعد ہوگا گورو نانک صاحب کا "اساں توں پچھے سو برس توں بعد ہوسی" کا مطلب گورو گوبند صاحب کے سو برس بعد ہے گورو گوبند صاحب کی وفات کا تک سمت ۱۷۶۵ بکرمی میں ہوئی۔ اور ۱۷۶۵ بکرمی کے ایک صد برس بعد ۱۸۶۶ بکرمی کے بعد اس گورو نے آنا تھا گورو گرنتھ صاحب میں اس کی تائید ان الفاظ میں موجود ہے کہ:۔

"آون اٹھتر ے جاون ستانوے
اک ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلا۔"

(تلنگ محلہ صفحہ ۱۴۷)

ایک مرد (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا چیلا (شاگرد) ۱۸۷۸ بکرمی اور ۱۸۹۷ بکرمی کے درمیان اُٹھے گا۔

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کی پیدائش یکم پھاگن ۱۸۹۱ بکرمی کو ہوئی عیسوی سنہ کے مطابق آپؑ کی پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو ہوئی اور ہجری سن کے مطابق ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ھ کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ ۴۰ سال کی عمر میں ٹھیک ۱۲۹۰ھ کو آپ پر سلسلۂ وحی و الہام شروع ہوا اور ۱۳۰۷ ہجری میں آپ نے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کیا اور عین چودھویں صدی کے سر پر آپ کا یہ دعویٰ تھا جبکہ تمام قومیں مصلح کی شدید منتظر تھیں کیونکہ وہی وقت اس مصلح کے ظاہر ہونے کا تھا۔ پس آپ ہی وہ موعود اقوامِ عالم ہیں جو پیشگوئیوں کے عین مطابق اس زمانہ میں ظاہر ہوئے۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود فرماتے ہیں:۔

"یہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہ میں ہوں ...... جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا اور چودھویں کا چاند نکلا تو دکاندار۔ خود غرض کہا گیا افسوس ان پر جنہوں نے دیکھا اور نہ دیکھا وقت پایا اور نہ پہچانا ...... آسمان اور زمین کے نشان پورے ہو گئے زمانہ کی حالت خود تقاضا کرتی ہے کہ آنے والا آوے۔ آنے والا آگیا (اور عین وقت پر آگیا ناقل) ...... خدا کی باتیں سچی ہوئیں اور پوری ہو کر رہا ہیں۔

(ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۱۹۰)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

چودھویں صدی کے مبارک ثمرات

از محترم ملک صلاح الدین ایم اے درویش وکیل المال تحریک جدید قادیان

(۱)

ایک سو سال ہوئے کہ جب خصوصاً ہندوستان میں مسلمانوں اور اسلام پر مسیحیت اور دیگر ادنیٰ تحریکات کی طرف سے شدید یورش جاری ہوئی جس کے مقابلہ کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے صداقتِ اسلام کے بارے میں ایک مبسوط اور دلائل تو بیر پر مشتمل کتاب براہین احمدیہ کا پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں شائع فرمایا جس میں مذاہب عالم کے لیڈروں کو دعوتِ مقابلہ دی کہ وہ اپنے مذہبی عقائد کی صداقت کے ثبوت میں اپنی الہامی کتاب میں سے میرے پیش کردہ دلائل کا پانچواں حصہ ہی پیش کر دے تو میں اپنی دس ہزار روپیہ کی جائیداد اسے دیدوں گا (جو فی زمانہ لاکھوں روپیہ کی بنتی ہے)

مشہور پیر حضرت حاجی صوفی احمد جان صاحبؒ نے جن کے ہزاروں مرید تھے اس کتاب کے مصنف کو "فیض رسانِ عالم معدن جود و کرم حجۃ الاسلام" قرار دیا اور لکھا کہ:-

"(حضور) بے شک و شبہ .... مجددِ وقت اور طالبانِ سلوک کے لئے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکرینِ اسلام کے واسطے سیف قاطع .... ہیں"۔

(بحوالہ تاثراتِ قادیان صفحہ ۶۴ تا صفحہ ۶۸)

مشہور مسلم اخبار "منشورِ محمدی بنگلور" نے اپنے تبصرہ میں اس کو "کتابِ لاجواب" قرار دیا (پرچہ بابت ۵ رجمادی الآخر ۱۳۰۱ھ)

حضرت اقدس علیہ السلام کا تائید اسلام کے بارے میں سلسلہ تصانیف جاری رہا ملکہ معظمہ وکٹوریہ انگلستان کو بھی آپ نے دعوتِ اسلام دی آپ کی مساعی کے اثرات عالمِ مسیحیت نے بہت جلد شدت محسوس کئے چنانچہ لنڈن میں ۱۸۹۴ء میں پادریوں کی منعقدہ عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسسٹر نے سخت گھبراہٹ کا اظہار کیا اور کہا کہ:-

"ہندوستان میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے .... اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے .... اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ ہم میں سے بھی بعض کے ذہن (اسی) کی طرف مائل ہو رہے ہیں"۔

(پادریوں کی کانفرنس کی سرکاری رپورٹ ۱۸۹۴ء - صفحہ ۶۴)

کیسی بے سرو سامانی کی حالت میں یہ دعوتِ اسلام کا کام جاری رکھا گیا اس امر سے ظاہر ہے کہ دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یورپ اور امریکہ میں تبلیغ وغیرہ کے بارے میں مشورہ ہوا۔ تخمینہ اخراجات اڑھائی صد روپیہ ماہوار گویا تین ہزار روپے سالانہ کا ہوا۔ ترانوے ۹۳ احباب نے مالی مدد کی پیشکش کی جن میں سے چونسٹھ افراد کے ماہوار چندہ کا مجموعہ ساڑھے بارہ روپے کے قریب بنتا ہے۔ اس وقت کل ساڑھے اکہتّر روپے ماہوار یعنی آٹھ صد اٹھاون روپے سالانہ کے وعدے ہوئے اور نقد وصولی صرف پونے اڑتالیس روپے کے قریب ہوئی۔ چند سال بعد آپ نے قادیان میں ایک پرائمری مدرسہ جاری کرنا چاہا تاکہ بچوں کو اس میں تعلیم و تربیت دے کر ان کے ذریعہ نورِ اسلام کو پھیلایا جائے ابتداء میں صرف پانچ احباب کی طرف سے مجموعی ساڑھے چودہ روپے ماہوار اس مدرسہ کے لئے دینے کا وعدہ ہوا تھا۔ قومِ مسلم کا رویہ یہ تھا جو کہ حضور کے ۱۸۹۱ء میں مرقومہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ

"اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں ... اس نازک وقت میں ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے اٹھا اور چاہتا ہے کہ اسلام کا خوبصورت چہرہ تمام دنیا پر ظاہر کرے اور اس کی راہیں تمام مغربی ملکوں کی طرف سے کھولے لیکن قوم اس کی امداد سے دستکش ہے اور سوءظن اور دنیا پرستی کی راہ سے بکلی تعلقات منقطع کرکے بیٹھی ہے ..."

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

مگر آپؑ نے ان صبر آزما حالات میں بھی کام جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس قدر آپکے شامل حال رہی کہ اب تک مختلف ممالک میں قریباً سات درجن احباب نے احمدیت کی خاطر شہادت قبول کی۔ کروڑوں روپے کی جائیدادیں لٹائیں اپنے جگر گوشے خدمتِ دین کے لئے مسلسل اور جوق در جوق پیش کئے جا رہے ہیں۔ تمام ممالک میں مراکز اسلام کے جال پھیلائے جا رہے ہیں جن میں سینکڑوں مبلغین سرگرم عمل ہیں۔ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جا رہے ہیں ایک کروڑ سے زیادہ افراد شرک و بدعت و رسومات سے توبہ کرکے آپ کی تحریک کو ہر طرح کی جانثاری سے فروغ دے رہے ہیں۔ قریباً تین کروڑ روپیہ سالانہ تک بجٹ پہنچ چکا ہے۔ دسمبر ۱۹۷۳ء میں حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھائی کروڑ روپیہ کی رقم کے مطالبہ پر جماعتِ احمدیہ نے بارہ کروڑ روپے سے زائد فراہم کرنے کے وعدے کئے جس میں سے کینیڈا اور سویڈن کے ممالک میں ایک ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے جو چودہ سو سال میں اولین مساجد ہیں اور مسیحیت کے دو خصوصی مراکز اٹلی اور سپین میں بھی ایسا انتظام ہو رہا ہے کس احسن طریق سے ۱۸۹۱ء میں تحریر کردہ حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ بات پوری ہو رہی ہے کہ

"میں جو کہتا ہوں کہ ان الٰہی کاموں میں قوم کے ہمدرد مدد کریں وہ سب بے صبری سے نہیں بلکہ صرف ظاہر کے لحاظ سے اور اسباب کی رعایت سے کہتا ہوں ورنہ خدا تعالیٰ کے فضل پر میرا دل مطمئن ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دیگا"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

(۲)

دوسری طرف اشاعتِ اسلام اور اسلام پر عمل کرنے کے لحاظ سے عالم اسلام کا کردار قابلِ توجہ ہے۔ ایک ہی رات میں عرب شہزادے نے ایک غیر ملک میں جا کر چھ کروڑ روپے جوئے میں ضائع کئے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور بابت یکم اگست ۱۹۷۹ء لکھتا ہے کہ:-

"آہ! تیل کی دولت سے مالا مال شہزادے جو دونوں ہاتھوں سے دولت لٹاتے ہیں۔ عیش و عشرت لوٹتے ہیں۔ اور غیروں کی نظر میں اسلام کے وقار کو مٹی میں ملاتے ہیں۔ کاش! دنیا بھر میں اسلام کے نفاذ کی خواہش رکھنے والے اپنی ذات پر بھی اسلام نافذ کر سکیں"۔

جدّہ کے انگریزی اخبار "عرب نیوز" کی خبر سنئے وہ لکھتا ہے کہ ایک شخص نے ایک بلی کی شادی دھوم دھام سے رچانے پر قریباً چار لاکھ روپیہ خرچ کیا اس تقریب میں ایک سو اقارب اور احباب کو بھی اس نے مدعو کیا۔ (بحوالہ روزنامہ امروز لاہور بابت ۳۱ جولائی ۱۹۷۹ء)

بانی جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے تو ایک سو سال پہلے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام پوری توجہ سے شروع کیا۔ لیکن رابطہ عالم اسلامی نے اس بارے میں سالِ رواں میں غور کیا ہے

(۳)

آج سے اکہتر سال پہلے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی عظیم مہم کیسی مثمر ثمرات حسنہ نظر آ رہی تھی۔ اخبار وکیل امرتسر کے ذیل کے تبصرہ سے ظاہر ہے۔ اس نے لکھا کہ:-

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی .... وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا ... دنیا سے اٹھ گیا .... ایسے .... نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں .... وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہیں .... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"۔

آپؑ کے وصال کے اکہتر سال بعد احمدیت کا یہ ننھا سا بیج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ جس کے شیریں ثمرات سے دنیا بھر کے اقوام لطف اندوز ہو رہی ہیں جس کو ایک فرعون صفت آمر کی عسکری طاقت اور مادی وسائل ذرہ بھر جنبش نہ دے سکے تحریک احمدیت اور دیگر تمام مسلم فرقوں کے مجموعہ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے تحریک احمدیت کے خمیر میں صلح و آشتی اور خیر و برکت اور خدمت خلق ہے اور یہی خصائص حلقہ بگوشانِ احمدیت کو دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کا منصب و مقام

از: مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد قائم مقام ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دورِ اوّل میں اسلام کے عُروج کی جہاں پہلے سے بشارتیں دی تھیں وہاں آپ نے اسلام کے تنزّل کی بھی پیشگوئیاں فرمائی ہیں کہ مُسلمان نام کے رہ جائیں گے اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ اُس وقت دُنیا ایک پُرآشوب دَور میں سے گزر رہی ہوگی۔ رُوحانی اور مادی ہر طرح کی مشکلات درپیش ہونگی۔ ایسے دَور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہی اُمّت میں سے ایک عظیم الشان رُوحانی مصلح کے مبعُوث کئے جانے کی بشارت دی تھی۔ اور اس مقدس وجود کو آپؐ نے مسیح اور مہدی قرار دیا ہے جس کے ذریعہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ مقدر تھی جس کے دَم سے اسلام اور مُسلمانوں کا احیاء وابستہ تھا۔ اور جس کے انفاسِ قدسیہ کے نتیجہ میں اقامتِ دین کا فریضہ سرانجام پانا تھا۔ جس نے ایمان کو دوبارہ ثُریا ستارے سے لاکر تمام دُنیا میں اسلام کو غالب کر کے حضرت نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو ساری دُنیا میں قائم کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔(توبہ ع۔ فتح ع)

یعنی خدا ہی ہے جس نے اپنے رسُول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھادے۔

یہ غلبہ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ہونے والا ہے۔ اور آپؐ ہی کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں ہوگا۔ تمام مفسّرین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ غلبہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرزندِ جلیل مسیح موعود کے زمانہ ہی میں ہوگا۔ چنانچہ تفسیر جامع البیان جلد ۲۸ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

" وَ ذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ "

یہ غلبہ دین عیسیٰ ابن مریم کے زمانہ میں ہوگا۔ اس امر کی تائید ایک حدیثِ نبویؐ کے یہ الفاظ بھی کرتے ہیں کہ

"یُهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ "

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

اللہ تعالیٰ اس موعود مسیح کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی تمام ملّتوں کو ختم کر دے گا۔ یعنی رفتہ رفتہ تمام دُنیا اسلام کی صداقت کو قبول کر لے گی۔

پس قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہؐ کی بناء پر اُمتِ مُسلمہ تیرہ صدیوں سے اجماعی طور پر مسیح موعُود اور مہدیٔ معہود کا انتظار کرتی رہی۔ اگرچہ اس موعود کی کیفیتِ آمد میں قدرے اختلاف رہا ہے۔ لیکن نفسِ آمد پر سب کا اتفاق ہے۔

اِس سلسلہ میں اس امر کی وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ پیشگوئیوں میں اخفاء کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ اور ان میں تاویل و تعبیر ضروری ہے۔ جب قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کا ثبوت پایا جاتا ہے اور موجودہ عصری تحقیقات بھی ان کی تائید کرتی ہیں تو معلوم ہُوا کہ احادیث میں جس مسیحؑ کے آنے کی پیشگوئی ہے وہ دراصل اُمتِ محمّدیہؐ ہی کا ایک فرد ہے جو عیسیٰ بن مریم کے منصب و مقام کو حاصل کر کے مبعوث ہونے والا ہے۔ حدیث بُخاری کے الفاظ وَ اِمَامُکُم مِنْکُمْ بھی اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ ایسی صحیح تعبیر ہے کہ علّامہ اقبال کو بھی اس کی معقولیت کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

" جہاں تک مَیں نے اِس تحریک کے منشاء کو سمجھا ہے احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیحؑ کی موت ایک عام فانی انسانی کی موت تھی۔ اور رجعتِ مسیحؑ گویا ایسے شخص کی آمد ہے جو رُوحانی حیثیت سے اس کا مشابہ ہے۔ یہ خیال سے اس تحریک پر ایک طرح عقلی رنگ چڑھ جاتا ہے۔"

[رسالہ علّامہ اقبال کا پیغام ملّتِ اسلامیہ کے نام۔ صفحہ ۲۲-۲۳]

مقامِ نبوّت

بہرحال مسیحؑ کی آمدِ ثانی میں اُن کا مقام نبوّت کا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ...... وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔

(سُورۃ جمعہ)

یعنی خدا نے عربوں میں اپنا ایک رسُول بھیجا ہے ...... اور وہ ایک بعد میں آنے والی قوم میں بھی جو ابھی اُن کے ساتھ نہیں ملی اس رسول کو (ایک ظِل اور بروز کے ذریعہ) دوبارہ ظاہر فرمائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُسلم کے باب ذکر الدجال میں آنے والے مسیح کو ایک ہی مقام پر بار بار نبیؐ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:۔

" و یُحصر نبیّ اللہ عیسیٰ و اصحابُہٗ..... فیرغب نبیّ اللہ عیسیٰ و اصحابُہٗ..... ثُمّ یھبط نبیّ اللہ عیسیٰ و اصحابُہٗ..... فیرغب نبیّ اللہ عیسیٰ و اصحابُہٗ"

یعنی جب مسیح موعود، یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اس صحابی دُشمن کے نرغہ میں محصور ہوجائیں گے ..... پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابہ خدا کے حضور دُعا اور تضرّع کے ساتھ رُجوع کریں گے ...... اور اس دُعا کے نتیجہ میں مسیح نبیؐ اللہ اور اس کے صحابہ مشکلات کے بھنور سے نجات پاکر دُشمن کے کیمپ میں گھُس جائیں گے۔ لیکن وہاں نئی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی ..... پھر مسیح نبیؐ اللہ اور اس کے صحابی دوبارہ خدا کے حضور دُعا کرتے ہوئے جُھکیں گے۔

اسی طرح امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

" مَنْ قَالَ بِسَلْبِ نُبُوَّتِهٖ کَفَرَ حَقًّا "

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

کہ جو شخص یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی نہ ہوں گے، وہ پکا کافر ہے

پھر لکھا ہے کہ:۔

"فَھُوَ اِنْ کَانَ خَلِیْفَۃً فِی الْاُمَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ فَھُوَ رَسُوْلٌ وَ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ عَلٰی حَالِہٖ۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۶)

یعنی باوجود اس بات کے کہ وہ اُمّتِ محمّدیہؐ کے ایک خلیفہ ہوں گے پھر بھی بدستور رسُول اور نبی ہوں گے۔

اِسی امر کا اعتراف مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی یوں کیا ہے کہ:۔

" ..... آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی اپنی جگہ نبوّت پر برقرار ہونے کے باوجود شریعتِ محمّدیہ پر عمل کریں گے۔"

{ شہاب یکم مارچ ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۶
بحوالہ الفضل ۱۰ رمئی ۱۹۶۴ء }

پس قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور بزرگانِ سلف اور عام مُسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح موعود کا مقام، نبوّت کا مقام ہے۔

مسیح موعود اور مہدی

عامۃ المسلمین میں یہ خیال رائج ہے کہ مسیح موعود اور امام مہدی دو الگ الگ وجود ہیں۔ حالانکہ بخاری شریف کی حدیث واماکم منکم اور مُسلم کے الفاظ فامّکم منکم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسیح موعود ہی امام الزّمان اور امام مہدی ہوں گے۔ اس امر کی تائید مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ:۔

"یوشك مَن عاش منکم ان یلقیٰ عیسی بن مریم امامًا مھدیًّا وحکمًا عدلًا "

یعنی جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ بن مریم کو ملے گا جو امام مہدی اور حَکَم اور عادِل ہوگا۔

پھر ابن ماجہ باب شدّۃ الزمان کی ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

" و لا المھدی الّا عیسی بن مریم "

کہ مہدی دراصل ابن مریم ہی ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے اس دعویٰ کے تعلق میں فرمایا ہے کہ:۔

(۱)

" مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

(۲)

" مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۴۸)

(۳)

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۴)

"سو مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہُوں اور اگر مَیں اس سے انکار کروں تو میرا گُناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مَیں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔"

(آخری خط مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء
مندرجہ اخبار عام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۵)

"خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی کرنے والا اِس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۹۶ حاشیہ)

اُمّتی نبی

(۶)

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سُن کر دھوکا کھا جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا مَیں نے اُس نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اِس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ رُوحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوّت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے مَیں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ اور میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظِلّ ہے نہ کہ اصلی نبوّت۔ اِسی وجہ سے حدیث، اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمّتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)

حَکَم و عدل

اُمّتِ محمّدیّہ کے مسیح موعود اور مہدی معہود کا ایک منصب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حَکَم اور عدل بھی قرار دیا ہے۔ اِس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا کہ:-

—(الف)—

"مجھے خُدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطّلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیح موعُود اور مہدیٔ معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔"

(اربعین اوّل ص۳)

—(ب)—

"حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اس اُمّت میں سے ہوگا وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم ہوگا۔ یعنی جس قدر اختلافات داخلی اور خارجی موجود ہیں ان کو دُور کرنے کے لئے خُدا اُسے بھیجے گا۔ اور وہی عقیدہ سچّا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ خُدا اُسے راستی پر قائم کرے گا۔ اور جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہے گا۔ اور کسی فرقہ کو حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے کیونکہ اس زمانہ میں مختلف عقائد کے باعث منقولی مسائل جن کی قرآن شریف میں تصریح نہیں، مشتبہ ہو جائیں گے۔ اور بباعثِ کثرتِ اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حَکَم کے مُحتاج ہوں گے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۴۲)

موعُودِ اقوامِ عالم

موجودہ دَور مذہبی اور رُوحانی اعتبار سے اِس قدر پُر آشوب ہے کہ تمام مذاہب میں نہ صرف اس زمانہ کی علامات کا ذکر اور خرابیوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے بلکہ ان مفاسد کا علاج بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خدا کا ایک عظیم الشّان مصلح مبعوث ہوگا اور اس کے زمانہ میں وہ مذہب ساری دُنیا پر چھا جائے گا۔ چنانچہ دُنیا کی تین بڑی قومیں عیسائی۔ مُسلمان اور ہندو اپنے اپنے معتقدات کے لحاظ سے اِس زمانہ میں مسیح اور کرشن کی آمدِ ثانی کی منتظر ہیں۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر مذہب کا علیحدہ علیحدہ مصلح ظاہر ہوکر سارے مذاہب پر غالب آئے یہ بات عقلاً ناممکن ہے۔ بلکہ اس طرح تو امنِ عالم مزید تباہ ہو جاتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آنے والا ایک ہی شخص ہے جس نے ان مذکورہ ساری اقوام کو اور دُنیا کے تمام ہی نوعِ انسان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور ایک متحد قوم بنا دینا تھا۔ اور وہ شخص ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام۔

آپؑ فرماتے ہیں:-

(۱)

"اور دُنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا .... اور میری نسبت جری اللہ فی حُلل الانبیاء یعنی خدا کا رسُول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو ...... چنانچہ جو ملکِ ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں۔ (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اُس کا نام بھی مجھے دیا گیا۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا اِن دنوں میں انتظار کرتے ہیں وُہ کرشن مَیں ہی ہُوں۔ اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ **جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تُو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔**"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۴-۸۷)

(۲) اِسی طرح آپؑ نے فرمایا:-

"مَیں اُن گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہُوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہُوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یُوں کہنا چاہیئے کہ رُوحانی حقیقت کی رُو سے **میں** وہی ہُوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وُہ خدا جو زمین و آسمان کا خُدا ہے اُس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتایا ہے۔ کہ **تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مُسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔**"

(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۲ طبع اوّل)

(۳)

"مَیں وہی ہُوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ہاں مَیں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہُوا۔"

(ملفوظات جلد سوم ص۵)

خاتم الخلفاء

مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کا منصب و مقام خاتم الخلفاء ہونے کا بھی ہے۔ اِس تعلّق میں آپؑ فرماتے ہیں:-

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپؐ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدتِ اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صُورت آپؐ کے زمانے کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپؐ کا زمانہ وہیں ختم ہوگیا۔ کیونکہ جو آخری کام تھا وُہ اس زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اِس لئے خُدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانۂ محمدیؐ کے آخری حصّہ پر ڈال دی جو قُربِ قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس کی تکمیل کے لئے اِسی اُمّت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو **مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔** پس زمانۂ محمّدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔"

(چشمۂ معرفت ص ۸۲-۸۳)

مجدّدِ الفِ آخر

چودھویں صدی ہجری کے آخری سال میں سے اِس وقت ہم گزر رہے ہیں۔ یہ ایسا وقت ہے کہ ایک طرف تو عام مُسلمانوں میں بے چینی اور مایوسی کا دَور دَورہ ہے کہ وہ موعُود امام مہدی اور چودھویں صدی کا مجدّد نہیں آیا۔ حالانکہ اُس موعود امام کو ظاہر ہوئے نوّے سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور اُس کی قائم کردہ الٰہی جماعت نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بفضلہٖ تعالیٰ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں کہ اب وہ آئندہ دس سال کے بعد غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ لیکن دُوسری طرف بعض پراگندہ خیال لوگوں میں یہ وسوسہ بھی پیدا ہُوا کہ اب نئی صدی شروع ہونے والی ہے اس لئے اب پندرھویں صدی کا علیحدہ مجدّد ہوگا۔ اور مسیح موعودؑ کا دَور ختم ہوگیا۔ حالانکہ یہ بات قلّتِ تدبّر اور حسد کی پیداوار ہے۔ جبکہ مذکورۃ الصدر ایک عنوان کے تحت یہ بیان ہوچکا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقام خاتم الخلفاء کا مقام ہے تو لازمی بات ہے کہ آئندہ صدیوں میں آپؑ کا دَور ختم نہیں ہُوا۔ بلکہ آپ نہ صرف مجدّدِ صدی ہیں بلکہ مجدّدِ الفِ آخر بھی ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خُدا نے آدمؑ سے لے کر آخیر تک دُنیا کی عُمر سات ہزار برس رکھی ہے۔ اور ہدایت اور گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں......

(آگے دیکھئے ص۲۶ پر)

زمانہ مسیح موعودؑ کی علامات چودہویں صدی میں پوری ہوئیں

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اسمعوا صوت السّماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار!
(مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہماری زندگیاں چودھویں صدی ہجری کے گزرتے لمحات کو الوداع اور پندرہویں صدی کے مبارک آغاز کا استقبال کر رہی ہیں قرآن کریم، احادیث نبوی، اور سلف صالحین کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح و مہدی کی پیدائش کا زمانہ تیرھویں صدی ہجری اور ظہور چودھویں صدی بتایا گیا ہے۔ پندرھویں صدی یا اس کے بعد کی کسی صدی میں حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے ظہور کی کہیں بھی نشاندہی نہیں کی گئی۔ جماعت احمدیہ الٰہی نوشتوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام پر آج سے نوے سال قبل چودہویں صدی کے آغاز میں ایمان لاکر انتظار کی گھڑیاں ختم کر چکی ہے۔ اور آج جب کہ پندرہویں صدی کا آغاز ہونے کو ہے۔ بالخصوص غیر احمدی مسلمانوں پر اور بالعموم اقوام عالم پر ایک حجت قاطعہ اور براہین ساطعہ قائم ہو چکی ہے۔ کیونکہ مامور زمانہ کی بعثت کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ ؎

سر کو پیٹو [illegible] اب کوئی آتا نہیں

اسلام کے دو اہم دور

قرآن کریم اور احادیث نبوی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اسلام کے دو ہی اہم اور نمایاں دور ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔ اور قرآن کریم میں موسوی شریعت کے دو ہی دوروں کا وضاحت کے ساتھ جگہ بہ جگہ تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے ایک دور کا آغاز حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے ہوا تھا اور دوسرے اہم دور کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا۔ اور بڑے ہی لطیف انداز میں قرآن کریم میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ اسلام کے بھی اسی طرح دو ہی اہم اور پر عظمت دور ہونگے ایک کا آغاز خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود میں ہوا اور دوسرے دور کا آغاز حضور کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے وجود سے ہونا مقدر تھا۔ اور یہ

اس سلسلہ میں جو علامات قرآن کریم میں موجود ہیں وہ سب کی سب مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور وہ علامات بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کا اس مختصر سے مضمون میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔

حدیث نبوی میں ان دو بعثتوں کی نشاندہی اس طرح کی گئی ہے کہ حضور نے فرمایا۔ "لیس بینی و بینہ نبیٌ" (بخاری) یعنی میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ گویا اس اُمت کے لئے دو ہی مقدس ترین وجود ہیں۔ ایک خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا حضورؐ کے بروز کامل اور روحانی فرزند جلیل مسیح موعود علیہ السلام کا۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ:۔

"میری اُمت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پہلا حصہ زیادہ بابرکت ہے یا آخری حصہ" (جامع ترمذی)

فرمایا:۔

"وہ اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے کہ جس کے شروع میں میں ہوں اور اس کے آخر میں مسیح ابن مریم ہے"

قرآن کریم کی سورہ جمعہ میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک "اُمّیین" میں دوسری "آخرین" میں اس آیت کی تشریح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بخاری شریف میں موجود ہے کہ "آخرین" میں حضور کی بعثت "رجل فارس" کے وجود میں بروزی طور پر ہوگی۔ اس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

"رجل فارس اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں کہ جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا ...... اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

حضور کے اشد ترین مخالف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں فارسی الاصل ہیں"

(اشاعت السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳)

بہر حال وہ تمام علامات جو زمانہ مسیح موعود سے تعلق رکھتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی ضمن میں قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔ وہ سب کی سب چودہویں صدی میں ہی پوری ہو رہی ہیں۔ کیونکہ اسی صدی میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ظہور ہوا ہے اور اسلام کے دوسرے اہم دور کا آغاز ہوا ہے جس کے ساتھ غلبہ اسلام وابستہ ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

قرآن کریم اور احادیث نبوی میں ایک ایسے زمانے کی خبر دی گئی تھی کہ جب اسلام کا صرف نام قرآن کریم کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ اور مساجد ہدایت سے خالی اور علماء بدترین مخلوق ہو جائیں گے۔ یہ سب علامات بھی اسی چودہویں صدی میں پوری ہوئی ہیں۔ اور اس کا اعتراف خود غیر احمدی علماء کو بھی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اُٹھ چکا ہے فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بیکار کتاب جانتے ہیں" (اہلحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء)

لکھتے ہیں:۔

"ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا نام رہ جائیگا اور قرآن کا رسم خط اس وقت کے مولوی آسمان کے تلے بدترین مخلوق ہونگے ... فساد انہیں کی وجہ سے ہوگا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آجکل وہی زمانہ آگیا ہے"

(اہلحدیث ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

قتلِ دجال اور کسرِ صلیب

احادیث نبویؐ میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود صلیب کو توڑے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ آخری زمانہ میں تین اقوام کا کرۂ ارض پر غلبہ بتایا گیا ہے۔ دجالؔ عیسائی اقوام اور یاجوج و ماجوج۔ بوقتِ واحد تو تینوں اقوام کا دُنیا پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت یہ تینوں ہی عیسائی اقوام ہیں جو آج دنیا پر غالب ہیں۔ حدیث میں سب سے بڑا فتنہ دجالی فتنہ کو قرار دیا گیا ہے۔ جس سے ہر نبی اپنی قوم کو ڈراتا آیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ دجال اور یاجوج و ماجوج کے متعلق احادیث میں بہت سی علامات تمثیلی رنگ میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ یہ لطیف استعارات ہیں جو اپنے اندر بلیغ اور وسیع مضمون رکھتے ہیں ذیل میں ہم ایسی چند علامات کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہیں جو ہر دانشمند انسان کو دعوتِ فکر دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں دجال کا لفظ نہیں ہے بلکہ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے والوں کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ بتایا گیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں قریب ہوگا کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور سورہ مریم میں "قومًا لُدًّا" عیسائی قوم کو قرار دیا گیا ہے جبکہ حدیث نبوی میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود مقامِ لُد پر دجال کو قتل کر دے گا۔ لُد کے معنے جھگڑے اور بحث کرنے کے بھی ہیں۔ پس یہ دجالی فتنہ عیسائیت کا فتنہ ہے جو اس چودہویں صدی میں اپنے عروج کو پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے "جنگ مقدس" کے عنوان سے عیسائی پادریوں کے ساتھ امرتسر میں پندرہ روز تک مناظرہ کیا۔ اور اس کے بعد حضور کی پیشگوئی کے مطابق مد مقابل پادری عبداللہ آتھم حضور کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اور حضور نے ایک ہی حربہ وفاتِ مسیح سے صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اے میرے دوستو! میری آخری وصیت سنو! اور ایک راز کی بات بتاتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو تم اپنے ان تمام مناظرات میں جو تمہیں عیسائیوں سے پیش آتے ہیں۔ رخ

بدل لو اور عیسائیوں پر ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو گیا ہے .... ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کردو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کردے اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔" (ازالہ اوہام)

کانا دجال کا نمک کی طرح پگھلنا

دجال کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ "اِنَّہٗ اَعْوَرُ الْیُمْنٰی" کہ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی۔ چنانچہ اس قوم کی دین کی آنکھ کانی ہے کہ ایک کمزور انسان کو خدا بنا رہی ہے۔ اور دنیا کی آنکھ بڑی روشن ہے۔ کہ تمام دنیا پر سیاسی، سائنسی اور اقتصادی اقتدار و تسلط قائم کئے ہوئے ہے۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد روس میں انقلاب آیا اور زارِ روس کے خاتمہ کے ساتھ اس کا مذہب عیسائیت بھی وہاں سے رخصت ہوا اور کمیونزم نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ دوسری جنگ عالمگیر کے بعد انگریز عیسائیوں کے ہاتھ سے بہت سے ممالک نکل گئے۔ اور وہ واپس جزیرہ انگلینڈ میں چلے گئے۔ اور ان کا یہ دعوےٰ باطل ہو گیا۔ کہ ان کے قبضۂ اقتدار پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اب ان پر سورج طلوع بھی نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے۔ اکثر کہر اور بادل ان پر چھائے رہتے ہیں۔ اور اس طرح عیسائیت کے اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ البتہ اس کا مقام امریکہ نے حاصل کرلیا ہے۔ اور اگر ان اقوام نے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع نہ کیا تو پیشگوئیوں کے مطابق ایک تیسری عالمگیر جنگ کے ذریعہ سے ان دونوں متحارب گروہوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اسلام کو اکنافِ عالم پر خدائی نوشتوں کے مطابق ضرور غلبہ حاصل ہو جائیگا۔ پس حدیث نبوی کے مطابق مسیح موعود کے ظہور کے ساتھ دجالی طاقتیں آہستہ آہستہ اندر ہی اندر پگھلتی جارہی ہے اور وہ وقت قریب ہے جب ان کا عروج زوال میں تبدیل ہو جائیگا۔

یاجوج ماجوج کی حقیقت

پہلی جنگ عظیم کے بعد اس کے دو حصے ہو گئے جب روس نے کمیونزم کو اختیار کرلیا اور اس طرح قرآن و حدیث اور بائبل کی زبان میں یاجوج ماجوج کہلائے۔ اَجَّ یَاَجُّ اجیجًا کے معنے ہیں آگ کا شعلہ مارنا اور بھڑکنا چنانچہ یہ اقوام شعلہ سے ہی کام لیتی ہیں۔ فیکٹریاں، ریلیں، موٹریں، ہوائی جہاز، راکٹ، بحری بیڑے اور جنگی اسلحہ جو ان کے دورِ اقتدار کی ایجادات ہیں۔ سب ہی شعلہ بار ہیں۔ اور یہ اقوام شعلہ رو بھی ہیں۔ پہلے یہ سب عیسائی تھیں اور مذہبی لحاظ سے دجالیت کا لبادہ اوڑھے تھیں پھر دو حصوں میں تقسیم ہو کر یاجوج ماجوج بن کر دنیا پر چھا گئیں۔ سورہ کہف کے آخری حصہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض۔

یعنی یاجوج ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔ سورہ انبیاء میں فرمایا:-

حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔

یعنی یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائیگا۔ اور وہ ہر پہاڑ اور سمندروں کی لہروں پر سے چھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔ غیر احمدیوں کے نامور شاعر اور فلاسفر علامہ اقبال بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون

یاجوج ماجوج کی ایک علامت حدیث نبوی میں یہ بھی بتائی گئی ہے کہ لا یدان لاحدٍ بقتالھما (مشکوٰۃ) یعنی یاجوج ماجوج کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہ ہوگی۔ چنانچہ آج ایک طرف رشین بلاک ہے اور دوسری طرف امریکن بلاک ہے۔ اور کسی تیسری طاقت کو ان سے لڑنے کی جرأت نہیں ہے یہ تمام علامتیں چودھویں صدی میں ظاہر ہوگئی ہیں۔

یاجوج ماجوج کے لمبے کان

احادیث نبوی میں دجال کی سواری کے لمبے لمبے کان بتائے گئے ہیں۔ اور یاجوج ماجوج کے بھی لمبے لمبے کان بتائے گئے ہیں کہ ایک کان کو اوڑھنا اور دوسرے کو بچھونا بنائیں گے۔ اس سے مراد ٹیلیفون لاؤڈ اسپیکر ریڈیو وغیرہ کی ایجادات ہوسکتی ہیں۔ جو انہیں اقوام کے دورِ اقتدار کی مرہونِ منت ہیں۔ اور یہ سب چودھویں صدی اور زمانہ مسیح موعود میں عالم وجود میں آئی ہیں۔

یاجوج ماجوج کے راکٹ

حضرت نواس بن سمعان کی ایک لمبی حدیث جو مسلم شریف میں درج ہے۔ اس میں زمانہ مسیح موعود کی بڑی عظیم الشان علامات بتائی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ یاجوج ماجوج کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں پر تو غلبہ پا لیا (قتل کر ڈالا) اب ہم آسمان پر غالب آئیں گے۔ فَیَرْمُوْنَ بِنُشَّابِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ فَیَرُدُّ اللّٰہُ نُشَّابَھُمْ مَخْضُوْبَۃً دَمًا یعنی وہ اپنے تیر آسمان پر پھینکیں گے اور اللہ تعالےٰ انہیں خون آلودہ کر کے واپس کر دے گا۔

یعنی کچھ کامیابی ان کو حاصل ہوگی۔ چنانچہ روس اور امریکہ کے راکٹ چاند اور مریخ تک پہنچ کر اس پیشگوئی اور علامت کو پورا کر چکے ہیں اور راکٹ کی شکل بھی تیر کی سی ہے۔ قرآن کریم میں بھی بتایا گیا ہے کہ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ یعنی اس وقت کو یاد کرو جب زمین بڑھادی جائیگی۔ چنانچہ اسی چودھویں صدی میں انسانی گرفت چاند اور مریخ تک پہنچ گئی اور اس طرح زمین کے حلقہ میں اضافہ ہوا۔

روس کا پہلا راکٹ جب زمین کی فضا کو چیرتا ہوا آگے بڑھا تو اس وقت کے وزیراعظم روس مسٹر خروشچیف نے کہا تھا کہ ہمارا راکٹ آسمان سے بہت سی معلومات لے کر آیا مگر مذہبی لوگ جسے خدا کہتے ہیں۔ اس کی کچھ خبر نہیں ملی۔ اس پر غیر احمدیوں کے ایک نامور عالم مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی مرحوم نے "یاجوجیوں کا نعرہ" کے زیر عنوان تحریر فرمایا تھا کہ:-

"خدا کی تلاش راکٹوں اور میزائیلوں کے ذریعہ کرنے کی آج تک کسی کو کیوں نہ سوجھی ہوگی۔ دنیا میں آج تک بے شمار پیر پیغمبر رشی اور منی گزر چکے ہیں۔ کسی نے خدا رسی کے لئے عبادتیں اور ریاضتیں بتائیں۔ کسی نے فلاں چلے اور فلاں مراقبے کے لئے نشاندہی کی ادھر ذہن ان بے شمار رہنماؤں میں سے کسی کا نہیں گیا کہ معبودِ حقیقی و خالقِ کائنات کی جستجو آتش بازیوں اور آتش باریوں سے کی جائے۔ یہ جدت تو دجال اور یاجوج و ماجوج کے لئے مخصوص چلی آرہی تھی کہ اس آسمان کی طرف ہوائی جہاز چھوڑیں گے یا تیر چلائیں گے اور پھر فتح مندی کے نعرے لگائیں گے کہ ہم نے نعوذ باللہ خدا کا خاتمہ کر دیا ہے۔"

(صدق جدید ۱۲ فروری ۱۹۵۹ء)

بہرحال غیر احمدیوں کے جید علماء بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ یاجوج ماجوج اور ان کی متعلقہ علامات بڑی شان کے ساتھ چودھویں صدی میں پوری ہو چکی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ زمانہ مسیح موعود کی علامات ہیں مگر یہ لوگ محض ہٹ دھرمی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔

ایٹم بم

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ (المعارج)

اس دن (شدت حرارت کی وجہ سے) آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے یعنی ایسی ایجادیں نکل آئیں گی۔ جیسے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کہ جن کے گرنے سے پہاڑوں جیسی مضبوط چیزیں بھی روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائیں گی۔

قرآن کریم کی ایک سورۃ کا نام ہی الدخان (دھواں) ہے اس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝ یَّغْشَی النَّاسَ ھٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ

پس تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھواں ظاہر ہوگا۔ جو سب لوگوں پر چھا جائیگا۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔ اس آیت میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا ذکر ہے۔ جن کے پھٹنے پر تمام فضا میں دھواں پھیل جاتا ہے۔ اور ان بموں کو اس وقت سائنسدان قیامت کا پیش خیمہ بھی بتا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر ۱۹۰ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم جو تیار ہو چکے ہیں، استعمال کئے جائیں تو جانداروں کا جو روئے زمین پر بستے ہیں خاتمہ ہو جائے گا یعنی قیامت آجائے گی۔ جبکہ مسیح موعود کا ظہور بھی قربِ قیامت میں بتایا گیا ہے۔ اور یہ بم بھی چودھویں صدی میں ہی منصۂ شہود پر آئے ہیں۔ اور یاجوج ماجوج کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔

نئی نئی سواریاں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ مسیح موعود کی ایک خاص علامت یہ بتائی ہے کہ وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا یعنی اس وقت ایسا ہوگا کہ اونٹوں کو بھی باربرداری کے کام سے فارغ کر دیا جائیگا۔ میدانوں اور صحراؤں کے لئے اونٹ میں ایک ایسی تیز رفتار سواری تھی جس کے ذریعہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ زیادہ وزنی اشیاء

(باقی ملاحظہ کریں صفحہ ... پر)

منتقل کی جا سکتی تھیں۔ لیکن ... چودہویں صدی میں ... ہوئی ... کی ایجادات نے ... کام ... زیادہ میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ کہ ایک وقت آئے گا جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی۔ چنانچہ مذکورہ تیز رفتار سواریوں کی ایجادات نے اس علامت کو بڑی وضاحت کے ساتھ پورا کر دیا ہے۔

عربوں کے لئے ویل

ایک اور تکلیف دہ علامت جو یاجوج و ماجوج کے ہاتھوں عربوں کی تباہی کی صورت میں پوری ہو رہی ہے۔ وہ اسی چودہویں صدی میں ظاہر ہوئی۔ اس کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ ھٰذَا وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِہِ الْاِبْھَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْھَا قَالَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلعم) اَنَھْلِکُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا کَثُرَ الْخَبَثُ۔"

(بخاری باب یاجوج و ماجوج)

یعنی عربوں کے لئے اس شر اور ہلاکت سے بڑی مصیبت برپا ہوگی جو قریب آگئی ہے۔ آج (ردبار میں) یاجوج اور ماجوج کی دیوار میں اس حلقہ کے برابر سوراخ ہو گیا ہے (حضورؐ نے اس موقعہ پر انگوٹھے اور ساتھ کی انگلی کے برابر حلقہ بنا کر دکھایا) زینب بنت جحش نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یاجوج ماجوج کے فتنہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں نیک بھی ہوں گے۔ فرمایا کہ ہاں جب بدی بڑھ جاتی ہے تو اسی طرح ہی ہوا کرتا ہے۔

یہ تکلیف دہ علامت بھی آج عربوں کے وجود میں اسی چودہویں صدی میں پوری ہو رہی ہے۔ تمام عالم اسلام اس تکلیف اور دکھ کو محسوس کرتا ہے جو عربوں کو پہنچ رہا ہے لیکن یاجوج و ماجوج کے مکروں کے آگے بے بس ہے ـــــ جہاں تک "بدی کے بڑھ جانے" کا تعلق ہے۔ اس کا اعتراف خود غیر احمدی علماء اور رؤساء کو بھی ہے چنانچہ ۱۹۶۷ء میں جب اسرائیل کے مقابل پر عربوں کو بدترین شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو مراکش کے شاہ حسن نے بڑے دکھ کے ساتھ فرمایا تھا کہ

"عربوں کی شکست کی سب سے بڑی وجہ عرب ریاستوں کا عدم اتحاد اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے گناہ ہیں نعوذ ... ہمارے گناہوں کی سزا دی ہے ......"

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ جون ۱۹۶۷ء)

میثاق لاہور نے لکھا:۔

"کم از کم مسلمانانِ عرب کے لئے تو ایک بار ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ کی وہی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جس میں کئی ہزار سال تک بنی اسرائیل مبتلا رہے اس صورت حالات کا جتنا ماتم کیا جائے تھوڑا ہے .... رونے کی اصل جا یہ ہے کہ ذلت اور مسکنت کی اس انتہاء کو پہنچ جانے کے بعد بھی رجوع الی اللہ کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔" (جولائی ۱۹۶۷ء)

چاند و سورج گرہن

دارقطنی جلد اوّل صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی اور سلف صالحین کی بے شمار کتب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث موجود ہے کہ:۔

"ہمارے مہدی کے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے، یہ نشان کسی اور مامور کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا (یعنی تیرہویں کو کیونکہ چاند گرہن کیلئے قدرت میں تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تواریخ مقرر ہیں۔) اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا (یعنی اسی رمضان کے مہینہ میں ۲۸ تاریخ کو۔ کیونکہ سورج گرہن کے لئے قانون قدرت میں ستائیس۔ اٹھائیس اور انتیس تواریخ مقرر ہیں) اور یہ دونوں نشان کسی اور مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے۔"

۱۸۹۰ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے مہدویت کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے چار سال بعد ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ھ ہجری میں معینہ تاریخوں میں ماہِ رمضان المبارک میں یہ نشان آسمان پر ظاہر ہو گیا اور حضورؑ نے نہایت مدلل طور پر حلفیہ بیانات اور انعامی چیلنجوں کے ساتھ اس نشان کو بار بار دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں:۔

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔ اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب بلکہ اکفر رکھا تھا۔ .... مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے۔ جو آدم سے لیکر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳)

طاعون کا نشان

مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت کا یہ بھی نشان بتایا گیا تھا۔ کہ جب دنیا آپؑ کو ماننے سے انکار کرے گی اور نہ صرف انکار کرے گی بلکہ شدید مخالفت کے ساتھ ساتھ شوخی و شرارت پر اُتر آئے گی تب خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں آکر ہیبت ناک قہری نشانوں سے اپنے برگزیدہ بندے کی صداقت دنیا پر ظاہر کرے گی۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے:۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا

(بنی اسرائیل آیت ۵۹)

یعنی روئے زمین پر کوئی ایسی بستی نہ ہو گی جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اسے سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں۔

اسی طرح توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے کہ جگہ جگہ مری پڑے گی بھونچال آئیں گے وغیرہ وغیرہ

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بذریعہ الہامات و رؤیا و کشوف بربادی لانے والی طاعون کے متعلق قبل از وقت اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا الفاظ اسے ادا نہیں کر سکتے۔ گھروں کے گھر خالی ہو گئے اور شہروں کے شہر ویران ہو گئے۔ اس کے علاوہ زلازل وغیرہ کی تباہیاں بھی اسی چودہویں صدی میں پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئیں

غرضیکہ زمانہ مسیح موعود کی علامات جو اس چودہویں صدی میں پوری ہوئیں وہ بے شمار ہیں اس مختصر سے مضمون میں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے مگر سے

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

آخر میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہو گا جو اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔ تاہم اس زمین پر کیسے کیسے گناہ ہو رہے ہیں کہ ان نشانوں کی بھی تکذیب کر رہے ہیں ـــــ آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے۔ اور پیشگوئی آیت کریمہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ پوری ہوئی ...... ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی۔ حج روکا جائے گا۔ اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ موعود ظاہر ہو گا .... وہ نشان جو ان کو دکھلائے گئے اگر نوح کی قوم کو دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتی۔ اور اگر لوط کی قوم ان سے اطلاع پاتی تو ان پر پتھر نہ برستے مگر یہ لوگ سورج کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں رات ہے۔" (اعجاز احمدی ص۲)

اللہ تعالےٰ ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے آمین

درخواست دُعا

خاکسار کی بیٹی سلیمہ شہناز سلمہا کا رخصتانہ مؤرخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ہمراہ عزیزم احمد یداللہ بھنو جونیر آف ماریشس حال مقیم لندن، عمل میں آرہا ہے۔ تمام احباب جماعت سے دردمندانہ دل سے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ برکت و مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ دونوں خوش و خرم رہیں۔ دین کے حقیقی خادم ہوں اور دینی و دنیاوی لحاظ سے ان کا مستقبل روشن ہو۔

بچی کی جدائی کا خود بچی کی طبیعت پر اور ہم سب اہل خانہ پر بھی گہرا اثر ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کے لئے سکون کے سامان فرمائے۔ اور ہم سب کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

خاکسار: منظور احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ در وشتہ قادیان

۲۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کو گذشتہ دنوں انفلوئنزا کی تکلیف ہوئی تھی اب قدرے افاقہ ہے۔ موصوف جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ صحت و تندرستی کے ساتھ خدمتِ سلسلہ کی توفیق بخشے۔ (ایڈیٹر)

۳۔ مکرم عزیز احمد صاحب آف کینیڈا لکھتے ہیں کہ وہ اور بیوی اور والدہ صاحبہ بیمار رہتے ہیں احباب ان سب کی کامل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دُعا فرمائیں۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان

لیلۃ القدر — اور — مطلع الفجر

دو مبارک صدیاں!

از مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج بمبئی

چودھویں صدی ہجری عالم اسلام کے لیے بڑی نازک صدی تھی یہ صدی اسلام کے انحطاط اور کسمپرسی کی صدی تھی۔ یہ وہ صدی ہے جب دشمنان اسلام کی زبردست یلغار کے آگے بڑے بڑے علماء نے گھٹنے ٹیک دئے تھے۔ جب لاکھوں مسلمان عیسائیت کے آغوش میں جا چکے تھے۔ جب ظلمت اور کفر والحاد کا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہر طرف چھا چکا تھا۔ جب عیسائی خانہ کعبہ پر عیسائیت کا جھنڈا گاڑنے کی سوچ رہے تھے۔ غرض کہ ایک تاریک زمانہ بہت ہی تاریک اور گمبھیر زمانہ تھا لیکن دوسری طرف خدا تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرنے والی صدی تھی۔ چنانچہ اس جان کنی کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر اُن پر اپنی رحمت کی نظر ڈالی اور اُس نے اپنے وعدوں اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپ ہی کے روحانی فرزند جلیل سیدنا ومولانا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کو عین صدی کے سر پر مبعوث فرمایا آپ نے اللہ تعالےٰ کے اذن سے دُنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہوں۔ تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے۔ اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پاکر اس کے ہاتھ کی کشش سے دُنیا کو اصلاح اور تقویٰ کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۱)

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں دشمنان اسلام کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور ہر میدان میں اُن کو شکست دے دی وہاں آپ نے مسلمانان عالم کے ہاتھ میں ایک ایسا لٹریچر دیا جو رہتی دُنیا تک یادگار رہے گا۔ اس عظیم الشان لٹریچر نے بڑے بڑے علماء کو خاص کر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں دشمنان اسلام کو ہمیشہ کے لئے ساکت کیا وہاں ایک یادگار لٹریچر بھی مسلمانوں کو دیا۔

غرض آپ کی بعثت تاریک زمانے میں ہوئی اور یہ اللہ تعالےٰ کی قدیم سے سُنت ہے کہ انبیاء کا نزول تاریک زمانہ میں ہی ہوا کرتا ہے۔ اور اُن کا زمانہ لیلۃ القدر کے مشابہ بلکہ لیلۃ القدر ہی ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"لیلۃ القدر سے مراد وہ رات نہیں جس میں قرآن کریم نازل ہوا بلکہ وہ تاریک زمانہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے تاریک زمانوں میں ہی خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں آکر آئندہ نیکی اور تقویٰ کی بنیاد رکھا کرتی ہے اور جب تاریکی بڑھتے بڑھتے خدا تعالےٰ کے فضل کو کھینچتی ہے تو اُس وقت وہ تاریکی کا زمانہ بظاہر تاریک ہوتا ہے لیکن بالقوۃ اس کے اندر قدرت خداوندی پائی جاتی ہے گویا لیلۃ القدر ایک جہت سے رات ہے اور ایک جہت سے دن سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ وہ اظہار قدرت کا وقت بھی ہے اور تاریک وقت بھی ہے۔ دُنیا کی نگاہوں میں وہ تاریکی کی انتہا کو ظاہر کرنے والا وقت ہے اور خدا تعالےٰ کی نظر میں وہ آئندہ آنے والی عظیم الشان روشنی کے لئے ایک بیج کا کام دے رہی ہے۔" (تفسیر کبیر سورۃ القدر)

نیز فرمایا:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا ہے یعنی اس زمانہ میں پیدا کیا گیا ہے جس میں لوگ اللہ تعالیٰ سے دور چلے جاتے ہیں اور آسمانی نور بالکل کھینچ لیا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کا کوئی خاص بندہ نازل ہوتا ہے جو دوبارہ دُنیا کو روشنی اور ہدایت کی طرف لاتا ہے۔" (تفسیر کبیر)

مندرجہ ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے چودھویں صدی ہجری کا بغور مطالعہ فرمائیے تو یہی سامنے آتا ہے کہ یہ زمانہ بہت ہی تاریک تھا دشمنان اسلام یہی سمجھتے تھے کہ اسلام چند روزہ مہمان ہے عین اس کسمپرسی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نزول ہوتا ہے اور آپ اپنی بعثت کو "طلوعِ بدر" قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"چودہ کے عدد کو روحانی تغیر سے بڑی مناسبت ہے۔ چودھویں کو چاند مکمل ہوتا ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالےٰ نے ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ میں اشارہ کیا ہے یعنی (اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ) ایک بدر تو وہ تھا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مخالفوں پر فتح پائی۔ اُس وقت آپ کی جماعت بھی قلیل تھی اور ایک بدر (بدر میں چودہویں صدی کی طرف بھی اشارہ ہے) یہ ہے اس وقت بھی اسلام کی حالت اذلۃ ہو رہی ہے۔ سو ان سارے وعدوں کے موافق اللہ تعالےٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم ص۱۳)

پھر چودہویں صدی کو لیلۃ القدر کا زمانہ قرار دے کر غلبہ اسلام کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"وان عدۃ العاۃ لیلۃ البدر عدۃ کلیلۃ القدر مرتبۃ فابشروا ببدرکم وانتظروا ایام النصرۃ" (الہدیٰ والتبصرۃ ص۶۵)

یعنی چودھویں صدی گنتی کے لحاظ سے بدر کی رات ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے لیلۃ القدر کی مانند ہے پس تم اس بدر پر خوشی مناؤ اور مدد و نصرت (یعنی مطلع الفجر) کی انتظار کرو۔

غرض چودہویں صدی جس میں آپ مبعوث ہوئے وہ لیلۃ القدر ہے جس میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بنیاد پڑی اور پندرہویں صدی جس میں اسلام واحمدیت کا عالمگیر غلبہ مقدر ہے وہ مطلع الفجر کی صدی ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور غلبۂ اسلام کی بشارت دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے۔" (تذکرہ ص۳۴۲)

نیز فرمایا:۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر انکو غلبہ بخشے گا ...... ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۵،۶۴)

یہی وہ آخری صورت ہوگی جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا اور جماعت کو خوشخبری دی کہ انتظار کرو۔ اس میں بشارت ہے کہ دُنیا کی حالت بدل جائے گی اور ایک نئی زمین ہوگی اور ایک نیا آسمان ہوگا۔ اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے گا انشاء اللہ۔

اب جبکہ چودھویں صدی اختتام پذیر ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ یہ خوشخبری دی کہ اگلی صدی انشاء اللہ غلبہ اسلام کی صدی یعنی مطلع الفجر کی صدی ہوگی آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک نیا دور اس صدی میں شروع ہونے والا ہے میں نے بتایا ہے کہ پہلی صدی بنیادوں کو مضبوط کرنے کیلئے ہے اور دوسری صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے۔ ... جس کے بعد تیسری صدی میں تھوڑے بہت کام رہ جائیں گے اور وہ جیسا کہ انگریزی میں ایک فوجی محاورہ ہے۔ MOPPING UP OPERATION یعنی جو چھوٹے چھوٹے کام رہ گئے ہوں اُن کو کرنا۔ جب تیسری صدی والے آئیں گے وہ خود ہی اُن کاموں کو سنبھال لیں گے۔" (خطبہ جمعہ یکم فروری ۱۹۷۴ء مطبوعہ الفضل ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء)

چنانچہ قارئین بدر حضور انور کے ارشادات کو بار بار پڑھتے ہیں کہ اگلی صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی اور ہم اس یقین سے پُر ہیں کہ انشاء اللہ العزیز اگلی صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے محبوب امام کے ارشادات کو حرزِ جان بنا کر اُن پر عمل کریں تا ہم اپنی آنکھوں سے غلبہ اسلام کا نظارہ کریں۔ اللّٰھم آمین

ذوالقرنین کی عظیم الشان مہم !!

از ——— محمد انعام غوری —

قرآن مجید میں سورۂ کہف کے گیارہویں رکوع میں ایک ذوالقرنین اور اس کے کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ایک قوم نے ذوالقرنین سے درخواست کی :-

"یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۝"

کہ اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج یقیناً اس ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ پس کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کر دیں کہ آپ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنا دیں۔ اس نے کہا کہ اس قسم کے کاموں کے متعلق میرے رب نے جو مجھے طاقت بخشی ہے وہ (دشمنوں کے سامانوں سے) بہت بہتر ہے پس تم مجھے اپنے مقدور بھر مدد دو تاکہ میں تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنا دوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس رکوع کی نہایت مدلل اور معقول تفسیر بیان فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یاجوج اور ماجوج ان قوموں کا نام ہے جو شمالی ایشیا اور مشرقی یورپ کے علاقوں میں رہتی تھیں۔ اور ایشیا کی زرخیزی کی وجہ سے بار بار ایشیا پر حملے کرتی رہتی تھیں۔ ذوالقرنین سے مراد، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق خورس بادشاہ ہے جس نے ایک قوم کی درخواست پر ان کے تعاون سے دربند کے پاس ایک پچاس میل لمبی دیوار جو ۲۹ فٹ اونچی اور دس فٹ چوڑی تھی بنائی اور اس طرح یاجوج ماجوج کے داخلہ کو ایشیائی علاقوں میں روک کر گویا ایک طرح کا بائیکاٹ کر دیا ——— اس کا ردّعمل دو طرح سے ظاہر ہوا۔ ایک مذہبی عداوت کی صورت میں، کیونکہ ان اقوام نے یورپ میں پھیل کر مسیحی مذہب کو قبول کر لیا اور دوسری تمام دنیا کے خلاف ایک زبردست جتھہ بن گئیں۔ دوسرے سیاسی عداوت کی صورت میں کہ شمالی علاقہ جس میں وہ اقوام گھر گئی تھیں سب سے ردّی اور حقیر علاقہ تھا۔ اس لئے ان کے اندر ایشیا اور مشرق کے علاقوں میں داخل ہونے کی خواہش ان کے اندر شدت پکڑ گئی۔ اور اس طرح مذہبی اور سیاسی عداوت کے نتیجہ میں یاجوج و ماجوج کا فتنہ پیدا ہوا۔ آگے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو اس کے نیک بندے ہوں جب ان کے کسی نیک فعل کے ثانوی ردّعمل کے طور پر کوئی بدی پیدا ہو تو وہ انہی کی اولاد یا ہموطن یا مثل کے ذریعہ سے اس بدی کو دُور کرواتا ہے کہ اس کے نیک بندے کے نام سے ایک دَور کا عیب بھی منسوب نہ ہو۔ پس ذوالقرنین کا ذکر اس جگہ اس لئے کیا گیا تا اس خبر کو بطور پیشگوئی بیان کرکے ایک دوسرے ذوالقرنین کی خبر دی جا سکے۔ جو فارسی الاصل ہوگا اور اس طرح پہلے ذوالقرنین پر سے الزام کو دُور کرے گا۔ اور ذوالقرنین کا نام اس وجہ سے پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دو قوتوں کا وارث بنائے گا۔ ایک مہدویت کی قوت اور ایک مسیحیت کی قوت۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا وارث ہونے کی وجہ سے مہدی کہلائیگا۔ اور حضرت مسیح کی صفات کو اخذ کرنے کی وجہ سے مسیح کہلائیگا جیسا کہ حدیث میں ہے لا المہدی الا عیسیٰ۔ پس ان دونوں قوتوں کے حاصل ہونے کے سبب سے اس کا نام ذوالقرنین ہوگا۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ بعض پیشگوئیوں کے مطابق دو صدیوں کو پائے گا۔ یعنی ایک صدی کے خاتمہ پر وہ خدا تعالیٰ سے الہام پائے گا اور دوسری صدی کے شروع ہونے پر اپنا کام ختم کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ .... اس واقعہ کو قرآن کریم میں بطور پیشگوئی کے بیان کرکے یہ بھی بتا دیا کہ اگر ایک ذوالقرنین نے دُنیوی طور پر یاجوج ماجوج کے حملوں کی روک تھام کی تھی تو ایک اور ذوالقرنین ان کے مذہبی حملوں کی جو آئندہ زمانہ میں ہونے والے ہیں، روک تھام کرے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۳ سورۂ یونس تا کہف صفحہ ۹۸۹ و ۹۹۰)

اب آیئے فارسی النسل، بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی بعثت کے زمانہ کے حالات پر غور کیجئے ———

آج سے ایک سو سال پہلے کی بات ہے تیرہویں صدی کا آخر تھا اور چودہویں صدی کی آمد آمد تھی کیا کسمپرسی کا زمانہ تھا۔ حالت تھی میرے دین کی! بس اسلام کا صرف نام تھا، قرآن کی صرف تحریر تھی، دلوں میں ایمان نہ تھا، مسجدیں نہایت خوبصورت و عالیشان تھیں لیکن ہدایت سے خالی، ——— یہ تو قلعہ کی اندرونی حالت تھی۔ بدقسمتی فصیل بھی ٹوٹ چکی تھی۔ دوسری طرف یاجوج ماجوج بھی سمندروں اور فضا کی لہروں کے دوش پر سوار ہو کر مشرق میں آگھسے۔ بس پھر کیا تھا بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا، وہ لوٹ مار مچی کہ الامان والحفیظ! لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ کئی آلِ سید، پادری بن بیٹھے اللہ اللہ! کیا نازک وقت تھا وہ! اس زمانہ کی روئداد سُن کر تو کلیجہ منہ کو آتا ہے!!

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اس وقت فرمایا تھا

"مخالفین کی طرف سے تو چھ کروڑ کتاب اب تک اسلام کے ردّ اور توہین میں تالیف ہو چکی ہیں اور سبّ و شتم کا کچھ انتہا نہ رہا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کچھ مضائقہ نہیں ہونے دو جو کچھ ہوتا ہے۔"

(نورالقرآن نمبر ۲ مطبوعہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۵)

اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اس زمانے کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔ کہ

"اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان ...... اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کی امتداد کی یہ حالت تھی کہ مسیحی دنیا اسلام کی شمع کو ..... مٹا دینا چاہتی تھی .... اور دوسری طرف صفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔" (اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء)

ایسے نازک دَور میں ایک اَور ذوالقرنین، حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح اور مہدی کے رنگ میں ظاہر ہوئے اور آپؑ نے دنیا کو یہ مژدہ سُنایا :-

• "اے بھائیو! میں اللہ جل شانہٗ سے الہام دیا گیا ہوں اور علوم دلایت میں سے مجھے علم عطا ہوا ہے۔ پھر میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تا اس اُمت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حَکم بن کر ان کے اختلافات کو درمیان سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑ دوں۔ اور قوت الٰہی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں اور اللہ تعالیٰ نے الہام صریح اور وحی صحیح سے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا۔" (نجم الہدیٰ صفحہ ۲۹)

مسیح اور مہدی یہ دو نام دراصل اس امام الزمان کی دو عظیم ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ مسیح ہونے کے لحاظ سے بیرونی حملوں کا دفاع کرے گا۔ اور اس زبردست یلغار کو جو صلیبی مذہب کی طرف سے ہو رہی تھی، پسپا کر دے گا۔ اور مہدی ہونے کے لحاظ سے اُمتِ محمدیہ کے اندرونی اختلافات کو دور کرکے اور عقائد و اعمال کی اصلاح کرکے گویا

"مسلماں را مسلماں باز کردن"

کا فریضہ سرانجام دے گا۔

(۱)

کسرِ صلیب

آیئے! سب سے پہلے کسرِ صلیب کی مہم کا سرسری جائزہ لیتے ہیں ——— بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے جس رنگ میں کسرِ صلیب کا کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ "یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر" کی پیشگوئی کو حرف بحرف ثابت کرتا ہے۔

کہاں ایک وہ زمانہ تھا کہ انیسویں صدی میں صلیبی فتنہ کی یلغار نے دنیا کے ایک بڑے حصّہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور مسیحی دنیا نے یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ

"برطانوی، جرمنی، روسی اور امریکی سلطنتوں کے حکمران اقرار کرتے ہیں کہ وہ یسوع مسیح کے نائبین ہیں اور اسی حیثیت سے اپنی اپنی سلطنتوں میں حکمران ہیں۔ کیا ان سب کے زیر نگیں علاقے مل کر ایک ایسی وسیع دنیوی سلطنت کی حیثیت نہیں رکھتے۔ کہ جس کے آگے ازمنۂ قدیم کی بڑی سے بڑی سلطنت بھی سراسر بے حیثیت نظر آنے لگتی ہے۔"

(بیرز لیکچر صفحہ ۴۲)

یہی نہیں بلکہ اپنی کامیابیوں کے خمار میں یہ بھی اُمید لگائے بیٹھے تھے۔ کہ

"اب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدّام سے

آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچ گی۔ اس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص حرم میں داخل ہوگا۔ (ماخوذ از بالفقر)

(بیروز لیسن ... صفحہ ...)

دنیائے عیسائیت کے ان نعروں اور تعلّیوں کے درمیان کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہم شروع ہوگئی اور آپ نے عیسائیت کے بنیادی عقائد الوہیت مسیح۔ مسیح کی صلیبی موت اور کفارہ وغیرہ کی خود بائیبل کے بیانات کی روشنی میں ایسی مدلل اور معقول تردید فرمائی کہ مسیحی دنیا کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

حضرت مسیح کی صلیبی موت سے نجات اور کشمیر میں طبعی وفات اور مسیح کی بشریت اور کفارہ کے بطلان پر ایسا لاجواب لٹریچر حضور علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں قصر عیسائیت میں ایک زلزلہ سا آگیا ہے۔ چنانچہ روزنامہ ٹائمز لندن کی ۷؍جنوری ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں ایک مقالہ شائع ہوا جس کا عنوان ہی یہ ہے کہ "جب عیسائیت کے ستون ٹوٹ چکے"۔ مقالہ نگار جو ایک عیسائی ہے لکھتے ہیں:۔

"عیسائیت کے ستون ایک ایک کرکے ٹوٹ گئے ہیں۔ یعنی کنواری کا بچہ پیدا ہونا۔ مسیح کا مرنے کے بعد جی اٹھنا اور معجزات ..... ہمارے لئے صرف ایسا خدا رہ گیا ہے جو نہ خالق ہے نہ باپ بلکہ بطور تخیل ہے۔" (بحوالہ الفضل ۱۲؍مارچ ۶۷ء)

ایلڈن لوئس جو امریکہ میں ایک مذہبی ادارہ کے پروفیسر ہیں، نے لکھا کہ:۔

"بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔"

ہاں یہ بات بالکل درست اور واقعات کے عین مطابق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیاب کسر صلیب کے بعد آج کا انسان مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ تو خدائے واحد و یگانہ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اور وہ تثلیث کدوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے مسجدوں کا رُخ کر رہے ہیں۔

اور اس میں کیا شک ہے کہ اس زمانے کے ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج اور دجالی فتنہ کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اب اور مزید مسلمان عیسائیت کے دام میں نہیں پھنسیں گے اور اب انشاء اللہ کوئی اور آلِ سید پادری نہیں بنے گا۔ کیونکہ یاجوج اور ماجوج کے مذہبی حملوں کو روک ... دیا گیا ہے۔ بلکہ اب تو وہ وقت آگیا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ جھوٹی خدائی یسوع کی بہت جلد ختم ہونے والی ہے وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادتمند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہٗ لاشریک کو روتے ہوئے آملیں گے۔"

(سراج منیر صفحہ ۶۶)

(۲)

ایک پاک جماعت کا قیام

اس زمانے کے ذوالقرنین کے ذمہ مہدی ہونے کے لحاظ سے اُمّتِ محمدیہ کی اندرونی اصلاح کا کام سپرد تھا۔ جس کو یُحیی الدّین ویُقیم الشّریعۃ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ میں ذکر کر آیا ہوں کہ مسیح موعود کی بعثت کے وقت مسلمانوں کی حالت اعتقادی، عملی، اخلاقی اور روحانی بلکہ ہر لحاظ سے ناگفتہ بہ تھی اور ضرورت تھی کہ کوئی آسمانی رُوح آئے اور اُن کا علاج کرے۔ اُن کے اختلافات ختم کرکے عملی لحاظ سے اُنہیں ایسا بنائے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے صحابہ کی پاکیزہ زندگیوں کا نمونہ ایک دفعہ پھر دنیا کے سامنے آجائے ــــ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ عقائد کے لحاظ سے، اعمال کے لحاظ سے، اخلاق و کردار کے لحاظ سے ایک ایسا روحانی انقلاب برپا ہوا ہے اور ایک ایسی پاک جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے کہ جس کے دل دنیا کی محبت سے سرد ہو گئے۔ محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اور بہتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور اپنی اعلیٰ تربیت کے فیض سے فنا اور لقا کے درارج سے اوپر اٹھا کر بقا کے مرتبہ تک پہنچایا۔ گویا ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں تیار ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔"

(ازالہ اوہام)

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کے افراد بحیثیتِ مجموعی عملی لحاظ سے تمام دوسرے فرقوں سے ممتاز نمایاں مقام پر کھڑے ہیں۔

آج تثلیث کدوں میں خدائے واحد کی عبادت کے لئے مساجد تعمیر کی جارہی ہیں تو جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ۔ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کئے جارہے ہیں تو جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ اور دنیا کے چپہ چپہ میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آج جماعتِ احمدیہ کے افراد پہنچا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی مالی، جانی اور وقتی ہر طرح کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک! اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں صرف ایک غیر از جماعت محقق اور ہند و پاک کے مشہور ادیب علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار کا ایک اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں:۔

"..... پچھلی نصف صدی میں کتنی خانقاہیں۔ کتنے خانوادے۔ کتنے ادارے۔ کتنی درسگاہیں اور کتنے جلوہ ہائے منبر و محراب میری نگاہ سے گزرے اور میں کس طرح ان سے بے نیازانہ گذر گیا۔ لیکن اب زندگی میں سب سے پہلی مرتبہ احمدی جماعت کی جیتی جاگتی تنظیمِ عمل دیکھ کر میں ایک جگہ ٹھٹک کر رہ گیا ہوں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی زندگی کے اس نئے تجربہ و احساس کو کن الفاظ میں بیان کروں۔

میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور علماءِ اسلام کی بے عملی کی طرف سے اس قدر مایوس ہو چکا ہوں کہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ان میں کبھی آثارِ حیات پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اب احمدی جماعت کی جیتی جاگتی تنظیمِ عمل کو دیکھ کر کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ؎

غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا

..... اگر میں احمدی جماعت کو پسند کرتا ہوں تو صرف اس لئے کہ اس نے اپنی منزل پالی ہے اور یہ وہی منزل ہے جس کی بانیٔ اسلام نے نشاندہی کی تھی۔ اس سے ہٹ کر میں اور کچھ نہیں سوچتا اور نہ سوچنے کی ضرورت۔"

(رسالہ نگار لکھنؤ ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء)

پس زمانے کا امام آگیا۔ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بعثت ہوگئی اور جو کام اس کے ذمہ تھے وہ بھی ظاہر ہوگئے۔ اب کسی اور کا انتظار اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرنا ہے۔ پس آیئے اور امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر اشاعتِ اسلام کے کاموں میں ہاتھ بٹا یئے ـــ اگر دجالی فتنہ سے اپنے آپ کو بچانا ہے اور یاجوج ماجوج کے حملوں سے اپنے آپ کو امن میں لانا ہے تو اس زمانے کے ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کی پناہ میں آنا ہوگا۔

نہایت درد بھرے دل کے ساتھ بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اے نادان قوم! میں تمہیں کس سے مشابہت دوں۔ تم ان بدقسمتوں سے مشابہ ہو جن کے گھر کے قریب ایک فیاض نے ایک باغ لگایا اور اس میں ہر قسم کا پھلدار درخت نصب کیا اور اس کے اندر ایک شیریں نہر چھوڑ دی جس کا پانی نہایت میٹھا اور اس باغ میں بڑے بڑے سایہ دار درخت لگائے جو ہزاروں انسانوں کو دھوپ سے بچا سکتے تھے۔ تب اس قوم کی اُس فیاض نے دعوت کی جو دھوپ میں جل رہی تھی اور کوئی سایہ نہ تھا اور نہ کوئی پھل تھا اور نہ پانی تھا تا وہ سایہ میں بیٹھیں اور پھل کھاویں اور پانی پئیں لیکن اس بدبخت قوم نے اس دعوت کو ردّ کیا اور اس دھوپ میں شدّت کی گرمی اور پیاس اور بھوک سے مر گئے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے کہ ان کی جگہ میں دوسری قوم کو لاؤں گا۔ جو ان درختوں کے ٹھنڈے سایہ میں بیٹھے گی۔ اور ان پھلوں کو کھائیگی اور اس خوشگوار پانی کو پیئگی۔

خدا نے مثال کے طور پر قرآن شریف میں خوب فرمایا کہ ذوالقرنین نے ایک قوم کو دھوپ میں جلتے ہوئے پایا اور ان میں اور آفتاب میں کوئی اوٹ نہ تھی اور اس قوم نے ذوالقرنین سے کوئی مدد نہ چاہی اس لئے وہ اسی بلا میں مبتلا رہی لیکن ذوالقرنین کو ایک دوسری قوم ملی جنہوں نے ذوالقرنین سے دشمن سے بچنے کیلئے مدد چاہی سو ایک دیوار ان کے لئے بنائی گئی اس لئے وہ دشمن کی دست برد سے بچ گئے سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین میں ہوں۔ جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا اور دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہیں کیا۔ اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔ ..... اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی اور شیطان ان پر غالب نہیں آئے گا ..... اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۵)

مسئلہ تکفیر کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

از مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ

نبی کے آنے کی غرض کافر بنانا نہیں ہوتی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ

(سورہ بیّنہ)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے یعنی اہل کتاب اور مشرک (دونوں ہی) کبھی (اپنے کفر سے) باز نہ رہنے والے تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آجاتی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا ایک رسول۔

اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ بیّنہ آنے سے پہلے وہ لوگ کافر تھے — غرض کفر پہلے ہوتا ہے اور نبی بعد میں۔

جب کوئی نبی دنیا میں آتا ہے اس کا انکار کرنے کے بعد لوگ کافر نہیں بنتے بلکہ پہلے ہی وہ کافر ہو چکے ہوتے ہیں نبی صرف ان کے کفر کا اظہار کرتا ہے۔ یعنی نبی کے انکار سے ان کا کفر ظاہر ہو جاتا ہے جو اب تک دلی بات ہونے کی وجہ سے عوام پر مخفی تھا — جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی شناخت کا ملکہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ لازمی بات ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی نبی ظاہر ہوگا وہ فوراً اس کو پہچان لیں گے

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا!

خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں۔ کیونکہ کفر اندھیرا ہے اور ایمان نور۔ اس لئے جہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ

کہ وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا :-

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵

(البقرہ آیت ۲۵۸)

کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔

مومن بنانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ

قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن بنانے کے لئے تڑپ کا یوں اظہار ہے :-

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۵

(الشعراء آیت ۴)

کہ شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں مومن نہیں ہوتے۔ یعنی تیرا پاکیزہ دل کافروں کے سچائی کے انکار کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی ہدایت پا جائیں۔

اس پس منظر میں بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ جن ملّاؤں نے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا یا کفر کے فتوے لگائے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ کی پاک روش سے کیا نسبت ہے حضور صلعم تو صاف فرماتے ہیں :-

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

کہ جو میری سنت سے اعراض کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

مسلم کو کافر کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدی ممانعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

"من قذف مومنًا بکفر فھو کقتلہ" (ترمذی)

یعنی کسی مومن بھائی پر کفر کی تہمت یا الزام لگانا گویا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

مسلم کو کافر کہنے والا خود کافر بن جاتا ہے —!

حدیث میں آیا ہے :-

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَکْفَرَ رَجُلًا فَاِنْ کَانَ کَافِرًا وَاِلَّا کَانَ ھُوَ الْکَافِرُ"

(ابوداؤد)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کہلانے والے کسی مسلمان کو کافر کہا، اگر وہ کافر نہیں تو ایسا کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینا کس قدر خطرناک نتائج کا حامل ہے کہ ایسا کرنے سے انسان خود ہی کافر ہو جاتا ہے العیاذ باللہ!

مسیح موعودؑ کی بعثت اور اسکی غرض

احادیث نبویہ میں مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کے ضمن میں یہ خبر دی گئی تھی کہ مسلمانوں پر ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے جب ان کے دل نور ایمان سے خالی ہو جائیں گے۔ تب رحمتِ الٰہی ان کے دلوں میں تازہ ایمان قائم کرنے کے سامان کرے گی۔ چنانچہ بخاری شریف میں ایک حدیث درج ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"لو کان الایمان معلّقًا بالثریا لنالہ رجلٌ او رجال من فارس۔" (بخاری)

یعنی اگر ایمان ثریا تک بھی اڑ گیا تو اہل فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ اب اس خبر میں صاف طور سے یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی دنیا میں آنے کی غرض یہ ہوگی کہ وہ ثریا سے ایمان لا کر لوگوں کے دلوں میں اسے قائم کریں گے۔

آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کرنے اور ان کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو حکم اور عدل قرار دیا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا :-

والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری)

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہارے ہر ایک مسئلہ مختلف فیہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ اور باطل پرستوں کو الگ اور حق پرستوں کو الگ کر دے گا۔ اور اس دن کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ ابن مریم تمہارا ہی ایک امام ہوگا اور اے امتی لوگو وہ تم ہی میں سے پیدا ہوگا۔

مسیح موعودؑ کی مخالفت اور کفر کے فتوے!

علماء کی طرف سے امام مہدی اور مسیح موعود کی شدید مخالفت کے ساتھ آپ پر کفر کے فتوے لگائے جانے کی مہم کا اجمالی ذکر تو قرآن کریم میں اشارہ کے طور پر آیا ہے۔ جیسا کہ ابن جریر اور دوسری تفاسیر میں واضح طور پر اس امر کا ذکر کیا گیا ہے کہ سورۃ الصّف میں جو لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی ہے۔ یہ امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ اور اس کے زمانہ میں پوری ہونے والی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سورۃ الصّف کا مسیح موعود و مہدی موعود کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کے وجود میں آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ کا جہاں "اسمہ احمد" کے الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وہاں ایت نمبر ۸ میں بتایا گیا ہے کہ وَھُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ یعنی اس زمانے کے علماء حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق کفر کا فتویٰ جاری کرکے یہ ظاہر کریں گے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے اور انہیں اپنے مزعومہ اسلام کی طرف بلایا جائیگا پھر آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۵

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرکے چھوڑے گا۔ خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔

اس آیت میں منہ کی پھونکوں سے مراد منجملہ اور بہت سے دیگر مطالب کے ایک یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں جب امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہوں گے تو علماء وقت ان پر کفر کے فتوے لگا کر ان کی پوزیشن کو عوام میں کم کرنے کی مذموم کوشش کریں گے۔ لیکن باری تعالیٰ ان کی ایسی مخالفانہ کوششوں کے علی الرغم کامیابی و کامرانی امام مہدی علیہ السلام کو عطا فرمائے گا۔

احادیث نبویہ اور اقوال بزرگان امت میں تو علماء کی اس روش کے بارہ میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ذکر آیا ہے — شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کی مشہور و معروف کتاب فتوحات مکیہ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے کہ مسیح موعود جب نازل ہوگا تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج بتایا جائیگا اور مولوی صاحبان کہیں گے" اِنَّ ھٰذَا

الرَّجلُ یُغَیِّرُ دِیْنَنَا " یعنی یہ شخص کیسا مسیح موعود ہے اس نے تو ہمارے دین کو بگاڑ دیا ہے۔ اسی ضمن میں فتوحات مکیہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو لکھا ہے:۔

وَاِذَا خَرَجَ ھٰذَا الْاِمَامُ الْمَھْدِیُّ فَلَیْسَ لَہٗ عَدُوٌّ مُبِیْنٌ اِلَّا الْفُقَھَاءُ خَاصَّۃً فَاِنَّہٗ لَا یَبْقٰی لَھُمْ رِیَاسَۃٌ وَلَا تَمْیِیْزٌ عَنِ الْعَامَّۃِ

(فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

کہ جب امام مہدی آئیں گے تو اس کے سب سے زیادہ دشمن اس زمانہ کے علماء اور فقہاء ہوں گے۔ کیونکہ اگر مہدی کو مان لیں تو ان کی عوام پر حکومت اور ان پر امتیاز باقی نہ رہے گا۔

آثار میں لکھا ہے کہ مہدی کی مخالفت سخت ہوگی اور علماء زمانہ ان پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں:۔

" چوں مہدی علیہ السلام مقابلہ احیاء سنت و اماتت بدعت فرماید۔ علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتدار مشائخ و آباء خود باشند گویند ایں مرد خانہ برانداز دین وملت ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

یعنی اس کے زمانہ کے مولوی جو تقلید کے عادی اور اپنے بزرگوں (کفر بازوں) کی اقتداء کے خوگر ہوں گے۔ اس کے متعلق کہیں گے کہ یہ تو ہمارے دین کو خراب کرتا ہے۔ اور سب اس کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے اور کفر کے فتوے دینے کے عادی ہونے کی وجہ سے اسے کافر اور گمراہ قرار دیں گے۔

صاحب اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں:۔

" مہدی کے دشمن علماء اہل اجتہاد ہوں گے اس لئے کہ ان کو دیکھیں گے کہ خلاف مذہب آئمہ حکم کرتے ہیں۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۵)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۵۵ صفحہ ۱۱۷ میں فرماتے ہیں:۔

" مسیح موعود کی باتوں کا علماء ظواہر انکار کر دیں گے اور مخالف کتاب و سنت جانیں گے۔"

یہ ہیں کچھ نمونے ان پیشگوئیوں کے جو امام مہدی اور مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں اور اس برگزیدہ وجود کی شدید مخالفت کرنے والوں کے حق میں بہت عرصہ پہلے اسلامی کتب میں موجود پائی آتی ہیں۔ اور اب جبکہ اس زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہوئے تو ان میں مذکور ایک ایک بات نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اس کے بعد فیصلہ کرنا ہر شخص کا اپنا کام ہے کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت کی صداقت کہاں تک مشتبہ ہے۔ اور کفر کے فتوے دینے والے کہاں تک حق بجانب ہیں۔

— ⁘ — ⁘ — ⁘ —

یہی نہیں کہ علماء نے امام مہدی اور مسیح موعود پر ہی کفر کے فتوے لگائے بلکہ یہ کفر ساز مشین تو بہت عرصہ پہلے ہی علماء کے ہاتھ میں رہی ہے۔ اور اس طائفہ نے کسی بھی بزرگ کو اس کا نشانہ بنائے بغیر نہیں چھوڑا۔ ذیل میں چند مختصر اشارے اس بات کے لئے کافی ہیں کہ دیگر بزرگان امت پر بھی علماء وقت کے کفریہ فتوے لگتے رہے۔ چنانچہ:۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ خارج از اسلام کہنے والے اب تک ایران و ہند وغیرہ بلاد میں موجود ہیں (تحذیر المومنین صفحہ ۵)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کو سب و شتم کرنے والے، انہیں مرتد قرار دینے والے کئی ملکوں میں اب تک موجود ہیں اور لوگ ان سے خوب واقف ہیں

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایسا کہنے والے مسقط اور بصریٰ میں خوارج اب تک موجود ہیں

(منہاج السنۃ ۲۰۵)

(۴) یزید پلید نے بوجہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے انکار اطاعت کے علماء سے قتل کا فتویٰ طلب کیا۔ علماء نے آج کل کے علماء کی طرح شقاوت ازلی اور طمع نفسانی سے قتل کا فتویٰ دیا۔ تو بموجب فتویٰ علماء کے یزید پلید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بمع آل و اولاد بھوکا پیاسا کربلا میں شہید کر دیا۔ (افضل الاعمال فی دجوب نتائج الاعمال صفحہ ۳۴)

اسی طرح حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ابوعبداللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ابوعبداللہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ الاسلام حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ نیز اس زمرہ کے بے شمار بزرگان پر علماء وقت نے کفر کے فتوے لگائے اور انہیں شدید اذیتیں پہنچائیں — !

صرف یہی نہیں بلکہ امت محمدیہ کے فرقوں میں بھی باہم تکفیر بازی کا شغل جاری ہے چنانچہ:۔

(۱) زمانہ قریب میں سنیوں نے شیعوں کو خارج از اسلام قرار دیا اور ان کے ساتھ مناکحت حرام۔ ان کا ذبیحہ حرام اور ان کا جنازہ حرام قرار دیدیا۔

(دیکھو فتوٰی شائع کردہ النجم لکھنؤ۔ نیز فتاوٰی عالمگیریہ جلد ۳ صفحہ ۲۸۳ و فتاوٰی عزیزی از خاندان شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۱۹۲)

(۲) اسی طرح شیعہ حضرات کا فتویٰ سنیوں کے متعلق یہ ہے کہ وہ سب غیر ناجی ہیں۔ خواہ شہید ہی کیوں نہ ہوں۔"

(حدیقۃ الشہداء صفحہ ۶۵)

اسی طرح لکھا ہے "تمام سنی جو آئمہ اہل بیت پر ایمان نہیں لاتے کافر ہیں۔"

(شرح اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۶۱)

(۳) دیوبندی علماء نے مولوی ابوالحسنات صاحب کے والد اور ان کے پیر مولوی احمد رضا خان صاحب کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے کہ وہ اور ان کے اتباع کافر ہیں اور جو انہیں کافر نہ سمجھیں اور جو ان کے کافر کہنے میں کسی وجہ سے بھی شک کرے وہ بھی بلاشبہ قطعی کافر ہے۔

(ردّ تکفیر صفحہ ۱۱)

(۴) بریلوی علماء نے بھی کمی نہیں کی۔ وہ فتویٰ دیتے ہیں کہ دیوبندی علماء سب مسلمانوں کے اجماعی فتویٰ سے کافر ہیں۔ مرتد اور اسلام سے خارج ہیں۔

(حسام الحرمین صفحہ ۲۳ نیز دیکھو تین سو علماء کا متفقہ فتویٰ مطبوعہ برقی پریس لکھنؤ)

مولانا ابوالحسنات اور میکش صاحب تو کہہ چکے ہیں کہ احمدیوں پر کفر کا فتویٰ اصل ہے اور باقی فرقوں پر رسمی۔ مگر احمد رضا خان صاحب بریلوی اور علماء حرمین اپنے فتوٰی میں بانی سلسلہ احمدیہ اور دیوبندی علماء کا نام اکٹھا لکھتے ہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ وہابی دیوبندی اوپر کے گنائے ہوئے لوگوں میں سب سے بڑے کافر ہیں۔"

(حسام الحرمین صفحہ ۱۲۱)

پس ان حوالوں سے یہ امر ثابت ہے کہ علماء کی یہ کفر ساز مشین ابتداء ہی سے چلتی رہی۔ اس لئے کیا تعجب ہے جو اس زمانے کے علماء بھی مسیح موعود و مہدی معہود پر کفر کے فتوے لگاتے رہے — اس سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ کفر کے ان فتوؤں سے وہ سب پیشگوئیاں پوری ہوئیں جن کا اوپر اجمالاً ذکر ہوا۔ اور یہی دراصل مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت کا ہی ایک ثبوت ہے۔

فتدبروا یا اولی الالباب!

حضرت مسیح موعودؑ کا منصب اور مقام (بقیہ صفحہ ۱۸)

اس تقسیم کی رُو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودہویں صدی کے سر تک ختم ہوتا ہے۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے۔ اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔ اور یہ امام خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے۔ وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵-۶)

اس لحاظ سے دنیا کے خاتمہ تک نائب رسول مسیح موعودؑ کا دور ہے۔ اور آئندہ جو بھی مجدد ہوگا وہ آپؑ ہی کا ظل ہوگا نہ کہ کوئی اور۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف خصوصاً الوصیت کی رُو سے خدا تعالیٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اور تجدید دین کا کام بھی آئندہ خلافت احمدیہ سے وابستہ ہو چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

خلاصۂ کلام پس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا مقام اُمتی نبی۔ حکم و عدل۔ موعود اقوام عالم۔ خاتم الخلفاء اور مجدد الف آخر کا مقام ہے۔ اور یہ ایسا عالی منصب ہے کہ حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خاص طور پر یہ تاکید فرمائی تھی کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہو جائے تو اس کو میرا اسلام پہنچاؤ خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے۔ اس لئے بعثت مسیح موعودؑ و ظہور امام مہدی علیہ السلام کوئی معمولی بات نہیں کہ جسے اقوام عالم نظر انداز کر دیں بلکہ آج نہیں تو کل ضرور انہیں یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر تب ان پر چسپاں ہوگا کہ ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب ہر طرف ایک ہی مذہب یعنی اسلام ہو اور ایک ہی پیشوا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں جو پوری ہو چکیں

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج حیدرآباد دکن

آج دُنیا کا ہر انسان خدا تعالےٰ سے اپنا تعلق منقطع کر چکا ہے اور بعض تو خدا تعالےٰ کے وجود کو ہی ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اس صدی کا عظیم اور محیر العقول واقعہ نہ تو ایٹم بم کی تخلیق ہے اور نہ انسان کی خلائی سفر میں کامیابی اور چاند کی سطح پر اس کا ورود بلکہ عظیم ترین واقعہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود کا یہ زندگی بخش پیغام ہے کہ خدا تعالےٰ زندہ موجود ہے اس نے مجھ سے باتیں کی ہیں۔ اور میرے لئے تین لاکھ سے زیادہ فوق العادت نشان ظاہر کئے ہیں۔ اور اُس نے مجھے بتلایا ہے کہ اس کی رحمتوں کے دروازے اب بھی ان کے لئے کُھلے ہیں۔ جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلتے ہیں۔ اور جو اپنے قول و فعل کو قرآن شریف کی تعلیمات کے عین مطابق بنا لیتے ہیں وہ خدا اب بھی اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محبوں سے کلام کرتا اور اُن کی تائید کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

”عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ“ (سورۃ الجنّ)

اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی (دوسروں کے مقابل) کمیت و کیفیت میں غلبہ نہیں دیتا بجز اُس کے جو اُس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اس جگہ غیب سے مراد خالص غیب ہے جس کا علم سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں ہو سکتا اسی غیب کے متعلق وہ فرماتا ہے

”عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ“ (الانعام)

یعنی غیب کی کنجیاں خدا تعالیٰ کے پاس ہیں اور غیب کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس جس شخص کو بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے اور وہ خبریں بھی عظیم الشان ہوں اور وہ وقوع میں بھی آجائیں تو یہ امور غیبیہ یا بالفاظ دیگر پیش گوئیاں اس شخص کے منجانب اللہ ہونے پر الٰہی شہادت ہوتی ہیں اور یہ پیش گوئیاں یا امور غیبیہ اُس مامور من اللہ پر بکثرت ظاہر کئے جاتے ہیں جس کا اُس کے زمانہ میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی سے فرمایا ہے۔

”میری پیشگوئیاں میری صداقت کا بیّن ثبوت ہیں۔“

”میرا خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے میں اُس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر قرآن کے معارف اور نکات بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔“ (اربعین)

اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں جہاں عظیم روحانی انقلاب کے متعلق جماعت کی ترقی اور اسلام کے عالمگیر کامیاب غلبہ پر مشتمل ہیں وہاں دشمنوں کی نامرادی و ناکامی مادی و سیاسی انقلابات کی نشاندہی بھی کرتی ہیں۔ حضور علیہ السلام کی بے شمار وہ پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں اُن میں سے چند ایک کا ذکر قارئین کی خدمت میں کرتا ہوں۔

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس زمانہ میں مبعوث ہوئے یہ علم اور روشنی کا زمانہ سمجھا جاتا ہے اس میں علوم جدیدہ، سائنس و فلسفہ نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ گذشتہ زمانوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی چنانچہ ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

”میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا علم مجھے دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملے سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں بھی ثابت کر دے گا اسلام کی سلطنتوں کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔“

چنانچہ مشرق وسطیٰ میں پانچویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت امام یحیٰ بن عقب رحؒ نے قبل ازیں یہ الہاماً فرمایا تھا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور سچائی کے لئے براہین لائیں گے جن کو بالآخر سب مخلوق پورے طور پر تسلیم کرے گی اُنہوں نے اپنے اشعار میں فرمایا:۔

وَيَاتِيْ بِالْبَرَاهِيْنِ اللَّوَاتِيْ
تُسَلِّمُهَا الْبَرِيَّةُ بِالْكَمَالِ
فَتِلْكَ دَلَائِلُ الْمَهْدِيِّ حَقًّا
سَيَمْلِكُ لِلْبِلَادِ بِلَا مَحَالِ

(شمس المعارف الکبریٰ جلد ۱ ص ۳۰)

۱۸۹۶ء میں لاہور کے بعض معززین نے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کرنے کا انتظام کر کے حضرت اقدسؑ کو بھی اس میں شمولیت اور اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کی دعوت دی جلسہ کے انعقاد کے لئے لاہور میں انتظام کیا گیا۔ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر تاریخیں مقرر کی گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں شرکت کی دعوت قبول فرما کر ایک مضمون اسلام کی حقانیت پر لکھنا شروع کیا ابھی آپ مضمون لکھ ہی رہے تھے کہ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ آپ کا مضمون سب سے بالا رہا اور دیگر مذاہب کے وہاں پڑھے جانے والے سب مضامین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ آپ نے اس وحی الٰہی اور بشارت کی اشاعت کے لئے مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو جلسہ مذاہب سے پانچ روز قبل ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ

”مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب رہیگا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائینگی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ اور خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب (قرآن مجید) کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اُس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا ”اللہ اکبر خربت خیبر“ اس کی یہ تعبیر ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلولِ انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسانوں کو خدا کی جگہ دی گئی .... سو مجھے بتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کُھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔“

(تبلیغ رسالت اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء)

یہ اشتہار جو ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل تھا تمام ہندوستان میں بالعموم اور لاہور میں بالخصوص کثیر تعداد میں پھیلا دیا گیا۔ جلسہ میں حضور علیہ السلام کی تقریر کے لئے وقت ڈیڑھ بجے بعد دوپہر سے ساڑھے تین بجے تک تھا اور حضورؑ کے صحابی حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ نے مضمون پڑھنا شروع کیا۔ سامعین پر عجیب قسم کی محویت کا عالم طاری تھا ہر طرف تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہونے لگے چنانچہ جب تقریر کا وقت ختم ہو گیا تو ہزاروں کی تعداد میں سامعین نے یک زبان ہو کر کہا کہ تقریر کا وقت بڑھایا جائے کیونکہ ہم نے اس مضمون کو پورا سننا ہے۔ خواہ ایک دن کانفرنس کا بڑھایا جائے۔ چنانچہ محض اس مضمون کی خاطر ۲۹ دسمبر کا دن منتظمین نے کانفرنس کا بڑھایا۔ تقریر کے آخر پر کانفرنس کے صدر صاحب جو ایک ہندو لیڈر تھے کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ یہ مضمون تمام مضمونوں سے بالا رہا۔ چنانچہ مختلف اخبارات نے بھی اس مضمون کے بالا رہنے پر تائیدی کالم تحریر کئے۔ اس سلسلہ میں صرف ایک اخبار ”چودھویں صدی“ کا اعتراف نقل کرتا ہوں۔

”ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ ان سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل

سوالوں کے جواب قرآن شریف سے دیئے اور عام بڑے بڑے اصول اور فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ بہترین مزین کیا پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے فلسفہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان رکھتا تھا ...... غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار حقائق و معارف و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔"

(یکم فروری ۱۸۹۷ء اخبار چودھویں صدی)

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے غلاموں اور مریدوں کے تعلق سے بھی پیشگوئیاں فرمائی ہیں جن میں سے صرف ایک پیش کر کے ثابت کروں گا کہ وہ بھی پوری ہو رہی ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے افراد جو بفضلہ تعالےٰ دینی و روحانی علوم سے آراستہ ہیں اور دُنیا کے کناروں تک پہنچ کر اسلام کی حقانیت اور برتری کو ثابت کر رہے ہیں اور دُنیا کا کوئی فرقہ یا مذہب جماعت احمدیہ کے افراد کے ساتھ دینی علوم کے مقابلہ میں نہیں اُتر سکتا۔ اور نہ صرف دینی علوم بلکہ علوم جدیدہ میں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خدام دُنیا پر برتری حاصل کر رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں شہرۂ آفاق احمدی سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے نظریاتی طبیعات میں ایک نئی تحقیق دُنیا کے سامنے پیش کر کے دُنیا میں سب سے معزز انعام "نوبل پرائز" حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ سائنسی دُنیا میں بھی احمدی مسلمان بفضلہ تعالےٰ سب پر غالب ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ "میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے" آپ کی ذات میں پوری ہوئی۔ چنانچہ آپ کو نوبل انعام ملنے پر ساری دنیا کی طرف سے عموماً اور تمام عالم اسلام کی طرف سے خصوصاً آپ کو شاندار خراج تحسین پیش کی گئی اور خوشیاں منائی گئیں۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان نے اپنے تہنیتی ٹیلی گرام میں آپ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنے ملک کی عظمتوں کے باب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور سعودی عرب اور لیبیا کے سربراہوں نے نوبل انعام ملنے کی خوشی میں اپنے ممالک کا دورہ کرنے کی محترم پروفیسر عبد السلام صاحب کو دعوت دی نیز اٹلی کی ٹریسٹ یونیورسٹی نے اعزازی ڈگری ڈاکٹر صاحب موصوف کو دینے کی پیشکش کی اور یہ اعزازی ڈگری اٹلی کے وزیر اعظم خود پیش کریں گے۔ نیز پاکستان ٹائمز کی اشاعت ۲ نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۷ پر ایک امریکی قاری کا ایڈیٹر کے نام ایک خط شائع ہوا ہے جس میں ڈاکٹر عبد السلام کی کامیابی کو اس صدی کا عظیم ترین کارنامہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کے نوبل انعام جیتنے کی خبر شمالی امریکہ کے ہم مسلمانوں نے بڑے فخر اور انتہائی مسرت کے عالم میں سُنی امریکی اخبارات نے ان کے کارنامہ کو اس صدی کی عظیم ترین سائنسی کامیابیوں میں سے ایک عظیم الشان کامیابی قرار دے کر انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے اور ذہانت و فطانت کے آئینہ دار اس کارنامہ کو البرٹ آئن اسٹائن کے کارنامہ کے ہم پلّہ و ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔"

معزز قارئین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پورا ہونے کی ابھی ابتداء ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے جب بین الاقوامی طور پر جماعت احمدیہ کا نورِ فراست تمام دنیا میں برتری حاصل کر لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ شائع کرا کر اکابر مسلمان اور مسلمان والیان ریاست کو ارسال فرمائی چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب والیٔ بھوپال کو بھی ایک نسخہ بھیجا۔ اور اس کے مطالعہ کی طرف نواب صاحب کو خاص تحریک کی چنانچہ نواب صاحب کثرت کار کی وجہ سے اس کتاب کا مطالعہ نہ کر سکے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مکتوب نواب صاحب کو لکھا کہ اس کتاب کا مطالعہ بھی کریں اور اس کی اشاعت میں مدد کریں چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنے ملازم کو جواب تحریر کرنے کے لئے کہا اور اس میں لکھا گیا کہ

"مذہبی کتابوں کی خریداری گورنمنٹ وقت کی سیاسی مصلحتوں کے خلاف ہے اس لئے ریاست سے کچھ اُمید نہ رکھیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۲۸)

دراصل نواب صاحب پر گورنمنٹ انگریزی کا رعب تھا جس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنی گورنمنٹ کو خوش کر لیں اور ہماری کتاب ہمیں واپس بھجوا دیں۔ چنانچہ اس واقعہ کے عرصہ بعد ایک خطرناک قسم کا مقدمہ نواب صاحب کے خلاف دائر کیا گیا اور بعض لوگ سمجھ رہے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ اس مقدمہ کی وجہ سے ریاست سے نواب صاحب کو ہاتھ دھونا پڑ جائے اور نواب صاحب خود بھی بہت پریشان ہوئے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جو نواب صاحب کی خط و کتابت چلی تھی اس کو مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی جو ان دنوں بھوپال میں مہتمم مصارف مقرر تھے پڑھا تھا اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یقین ہو چکا تھا کہ آپ ماموریت کا رتبہ رکھتے ہیں چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے نواب صاحب کو کہا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو براہین احمدیہ کے لئے کچھ رقم بھجوائیں اور دُعا کی درخواست کریں۔ آپ اس مصیبت اور فتنہ سے بچ جائیں گے چنانچہ نواب صاحب نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں کچھ رقم بھیجی اور دُعا کے لئے خط لکھا جس پر حضور نے دعا فرمائی اور الہاماً بتایا گیا کہ

"سرکوبی سے بچایا گیا اور موت کے بعد بحالی۔"

حضور نے اس الہام کی اطلاع قبل ازیں نواب صاحب کو دے دی چنانچہ مقدمہ کافی عرصہ چلتا رہا اور بالآخر نواب صاحب اس مقدمہ سے بری قرار دئے گئے اور انکی بحالی کا پروانہ بیگم نواب صاحب کلکتہ سے لے کر بھوپال آ رہی تھیں کہ راستہ میں اطلاع ملی کہ نواب صاحب وفات پا گئے ہیں اور اس طرح یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ "سرکوبی سے بچایا گیا اور موت کے بعد بحالی۔"

(۵)

جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں باعلام الٰہی اپنے ایک منظوم کلام میں بطور پیشگوئی یہ فرمایا کہ ؎

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمیں
صبح کر دیگی اُنہیں مثل درختانِ چنار
ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بُردبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰)

اس پیش خبری میں بتایا گیا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے جب پہاڑ اور آبادیاں اور بستیاں شہر و عمارتیں اور محلات وغیرہ گولہ باری سے اُڑا دیئے جائیں گے کھیت اور باغ اور دریا و سمندر اور چرند و پرند غرض یہ کہ کوئی چیز بھی اس بربادی سے محفوظ نہیں رہے گی بڑے بڑے بادشاہ حتّٰی کہ زار روس جو کہ دنیا کا عظیم ترین بادشاہ سمجھا جاتا تھا وہ بھی اس جنگ کے نتیجہ میں ملیامیٹ کر دیا جائے گا زمین اُلٹ پُلٹ ہو جائے گی یعنی گولہ باری اور جنگ کے تہلک سامانوں سے اس میں غاریں اور گڑھے پڑ جائیں گے اور خون کی نالیاں چلیں گی وغیرہ۔ چنانچہ ان سب علامات اور پیش خبریوں کے مطابق ۱۹۱۴ء میں جرمنی اور اتحادیوں کے درمیان ہولناک جنگ چھڑی جس نے ساری دنیا اور تمام کرہ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور ایسی خوفناک تباہی آئی جو تمام نوع بشر بلکہ ہر جاندار وغیرہ کے لئے ایک عظیم زلزلہ اور عذاب کا موجب بن گئی اور ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک یہ الٰہی نوشتے من و عن پورے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا موجب ہوئے اس جنگ میں سب سے زیادہ عبرت ناک انجام زار روس کا ہوا اور پیش خبری کے عین مطابق زار روس کا ہولناک انجام دُنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہیں اُس سے لکڑیاں چروائی گئیں مشقت کے کام کروائے گئے جب وہ نہیں کر سکتا تھا

زیادتی ملاحظہ کیجیے صفحہ ۳۰ پر

اسلام کا عالمگیر غلبہ ــــ اور ــــ "خلافت علیٰ منہاج النبوۃ"

از مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

مسئلہ خلافت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ کو آپؐ کی زندگی میں ہی اپنے الہام کے ذریعہ آگاہ کر دیا تھا یہ ایک ایسا شرط وعدہ ہے جس میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ"۔ (مسند احمد بن حنبل) کہ اے مسلمانو! تم پر لازم ہے کہ میری سنت پر عمل کرو اسی طرح میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ یہ عظیم الشان وعدہ قرآن مجید کی "سورۃ النور" کی ایک آیت میں محفوظ ہے جو آیت استخلاف کہلاتی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے :-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (سورۃ النور آیت ۵۶)

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئیے جائیں گے۔

اس آیت استخلاف سے پہلے اور بعد کی آیات میں جو مضمون چل رہا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ــــ

- خلفاء کی اطاعت لازمی امر ہے کیونکہ اس سے اتحاد ملّی قائم ہوتا ہے۔ (آیت ۵۵)
- نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی خلافت کے قیام کے بغیر ناممکن ہے (آیت ۵۷)
- خلافت کے قیام سے مسلمانوں کو مضبوطی طاقت اور شان و شوکت حاصل ہوگی۔ (آیت ۵۸)

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا ہر سہ مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل رہے حضور صلعم کے وصال کے بعد مسلمان خلافت کے جھنڈے تلے متحد رہے۔ انہوں نے فتنہ ارتداد کو روکا۔ زکوٰۃ کے حقیقی نظام کو قائم کیا۔ پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ عرب سے باہر نکل کر روم و ایران میں پہنچے جو اس زمانہ کی مہذب ترین حکومتیں تھیں نہ صرف ان کے ظلم و استبداد کو دور کیا بلکہ وہ ان کے خزانوں کے مالک ہوگئے اگر سراقہ بن مالک رضی نے کسریٰ شاہ ایران کے سونے کے کنگن پہنے تو ابو ہریرہ رضی جیسے غریب صحابی کو اس کے رومال میں تھوکنا نصیب ہوا۔ علاوہ ازیں خلافت راشدہ کے زمانہ میں مسلمان جہاں جہاں بھی گئے انہوں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کو پھیلایا، علوم و فنون دنیا میں تقسیم کئے اور قرآن مجید کی اشاعت کی۔

جب خلافت راشدہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق تیس سال میں ختم ہوگئی اور بادشاہت کا دور شروع ہوا۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) تو اس وقت سے مسلمان زوال و پستی کے گڑھے میں گرنے شروع ہو گئے۔ دولت بنو امیہ میں حکمرانوں نے معصوم لوگوں پر ظلم کئے اسی طرح غیر عربی لوگوں پر بھی مظالم ڈھائے گئے اور عباسی حکومت میں ایرانیوں نے عرب لوگوں سے گن گن کر بدلے لئے مسلمانوں کا اتحاد ختم ہوا۔ وہ اسلامی جھنڈا جو ایک زمانہ میں مدینہ پر لہراتا تھا اس کی مختلف شاخیں ہو گئیں اور اپنے اپنے حکمرانوں کی ماتحتی میں کہیں شام میں کہیں عراق میں اور کہیں دیگر ممالک میں آزادانہ طور پر لہرانے لگا۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں اپنے ہی ہاتھوں کٹنے لگیں۔

اتحاد کے زوال کے ساتھ ساتھ اخلاقی زوال شروع ہوا۔ خود بادشاہ اور رؤساء اپنے اپنے درباروں میں مختلف قسم کے خلاف تہذیب کام کرنے لگے۔ لونڈیاں رکھنا ان کو فروخت کرنا، ناچ اور گانے سکھانا بادشاہوں کا محبوب مشغلہ بن گیا (ضحی الاسلام مؤلفہ ڈاکٹر احمد امین) ــــ اور آج تک یہی حالت ہے ابھی حال ہی میں سعودی عرب اور خاص مکہ مکرمہ میں جو کچھ ہوا۔ اسی طرح ایران اور دیگر اسلامی ممالک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تمام دنیا کے سامنے موجودہ مسلمانوں کی بے راہ روی اور روحانی موت کا آئینہ دار ہے۔ باوجود دولت کی فراوانی کے مسلمان اس قدر ذلیل ہیں کہ وہ اپنے سے کمزور دشمن کا مقابلہ کرنے کی بھی تاب نہیں رکھتے ان کی قوت آپسی افتراق و انشقاق میں پانی کی طرح بہہ رہی ہے۔

مسلمانوں کے اس زوال کی بنیادی وجہ خلافت کا فقدان اور ایک واجب الاطاعت امام کی غیر موجودگی ہے اور جب تک ان کا کوئی واجب الاطاعت امام نہ ہوگا۔ یہ ہمیشہ جہالت کے کام کریں گے اور جہالت کی موت مریں گے (حدیث)

مسلمانوں کی ذلت اور روحانی بے راہ روی حضور صلعم کے ارشاد کے عین مطابق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل مستقبل کی اسلامی تاریخ کا جامع خلاصہ ہمارے سامنے ان الفاظ میں رکھا تھا۔

عن النعمان ابن بشیر عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضّا فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ثم سکت۔"

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

یعنی (اے مسلمانو!) تم میں یہ نبوت کا دور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہوگی اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا (یہ وہ دور تھا جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ حضرت امام حسین رض اور خاندان نبوت کے کئی دوسرے مقدس افراد ظلم کا شکار ہوئے اور اسی دور میں حضرت ابوبکر کے عالی مرتبہ نواسہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رض بھی شہید کئے گئے اور یہی وہ دور تھا جس میں حجاج بن یوسف کی خون آشام تلوار نے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دور ہوگا (یعنی ایسی بادشاہت جس میں سابق دور کی طرح انتہائی ظلم و ستم کا رنگ نہ ہوگا مگر وہ اسلام کے جمہوری نظام پر قائم نہ ہوگی بلکہ جبری و استبدادی رنگ کی حکومت ہوگی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) پھر یہ حکومت بھی ختم ہو جائے گی اور دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور قائم ہو جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند کو مبعوث کرے گا اور یہ دور نبوت کے خلوت سے نواز کر اس کے ذریعہ پھر سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ شروع کر دے گا۔ اس کے بعد حضور کی بیان کردہ پیشگوئی ختم ہو گئی یعنی اس قدر بیان فرمانے کے بعد آنحضرت خاموش ہو گئے ــــ اس خاموشی کا یہ اشارہ کرنا مقصود تھا کہ آخری دور کی خلافت کے ساتھ اسلام کی تاریخ کا پہلا دور ختم ہو کر ایک نیا دور شروع ہوگا سے گا اور یہ نیا دور ترقی ہے جو اب خدا کے فضل سے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ میں جہاں یہ حدیث نقل کی گئی ہے وہاں اس کے معنی اسی طرح پر یہ الفاظ لکھے ہیں کہ :-

"الظاہر ان المراد بہ زمن عیسیٰ والمہدی۔"
(مشکوٰۃ طبع اصح المطابع کراچی صفحہ ۴۶۱)

یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت کے اس دوسرے دور سے مسیح اور مہدی کا زمانہ مُراد ہے۔

پس یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جماعت احمدیہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے قائم ہو چکی ہے۔ اور جس کو قائم ہوئے ۷۱ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس مبارک عرصے میں اس چھوٹی سی جماعت نے جس قدر ترقی کی ہے تمام دنیا اس کی شاہد ہے اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنے زمانہ نبوت میں اپنی مدلل کتب کے ذریعہ مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دئے تو خلفاء نے ان تمام دلائل کو دنیا میں پھیلا کر اسلام کی ابدی صداقتوں کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ خلافت اولیٰ کے مبارک عہد میں جماعت احمدیہ اسلام کا پیغام لے کر عیسائیت کے مرکز لنڈن میں پہنچی۔ اور پھر تبلیغ کا یہ جال تمام دنیا میں پھیلانا شروع ہوا۔ خلافت ثانیہ میں تحریک جدید کے ذریعہ اسلام و احمدیت کو جو فتوحات حاصل ہوئیں اس سے کون انکار کر سکتا ہے تحریک جدید کے نتیجے میں اکثر ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچا۔ قرآن مجید کے تراجم شائع ہوئے۔ مبلغین اسلام تمام دنیا میں پھیلے پھر خلافت ثالثہ میں "فضل عمر فاؤنڈیشن" کے ذریعہ جماعت کو ترقی ملی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی تحریک "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کے ذریعہ مغربی افریقہ میں ایک سال کے اندر ۱۶ ہسپتال اور بہت سے نئے سکول اور کالج کھل گئے اسلام کے عالمگیر غلبہ کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے خلیفہ وقت نے اب ایک اور زبردست روحانی تحریک "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" جماعت کے سامنے پیش کی ہے۔ دراصل یہ ایک زبردست تیاری ہے جماعت کی زندگی میں آنے والی نئی صدی کے استقبال کی جبکہ ہم غلبہ اسلام کی صدی میں داخل ہوں گے اس مبارک منصوبے کے تحت اب تک صرف افریقہ کے پانچ ممالک کے ۳۱ ہوٹلوں میں دو ہزار آٹھ سو ستائیس قرآن مجید رکھوائے گئے ہیں اور دوسرے ممالک میں بھی یہ کام ہو رہا ہے۔ یورپ اور ایشیا کے مختلف مقامات پر مساجد اور مشنز کی تعمیر ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں
○ مغربی افریقہ کے تین اہم مقامات اسی طرح فرانس۔ سپین۔ ناروے سویڈن۔ اٹلی۔ ڈنمارک۔ کینیڈا۔ ہالینڈ اور جنوبی امریکہ اور بعض دوسرے اہم ممالک میں مشنز کھولے جائیں گے
○ دنیا کی کم از کم سو زبانوں میں بنیادی اسلامی لٹریچر شائع کیا جائے گا
○ تبلیغی اعتبار سے دنیا کے تین اہم مقامات میں اعلیٰ معیار کے تین مضبوط اور بڑے پرنٹنگ پریس لگائے جائیں گے۔
○ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرنے کے لئے "وائس آف اسلام" کے نام سے ایک بڑا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن قائم کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا اہم مقاصد کے بعض حصص کی تکمیل بفضلہ ہو چکی ہے اور بعض کی ہونا باقی ہے۔ اس کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے پانچ نکاتی روحانی پروگرام رکھا ہے۔ جماعت احمدیہ نہ صرف اس پروگرام پر عمل کر رہی ہے بلکہ تبلیغی پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے امام کے قدموں میں کئی کروڑ روپے کی رقم لا کر ڈال دی ہے۔ پس یہ برکت ہے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی جو دنیا نے اسلام کے ابتدائی زمانہ میں بھی دیکھی اور اس آخری زمانہ میں بھی دیکھ رہی ہے۔ اسی وجہ سے علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

نا خلافت کی بناء ہو پھر سے استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

مخالفین احمدیت بھی اب اس بات کو سمجھ رہے ہیں کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے بغیر [illegible] کامیابیوں سے ہمکنار نہیں ہو [illegible] اخبار "تنظیم اہلحدیث" نے ایک [illegible] ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں لکھا:۔

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور دردِ دُکھا ہوا غم پھر سے مٹ جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل تمانیت سے ہمکنار ہو جائے۔"

مگر کون بتائے اخبار مذکور کو کہ نظارہ دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولنا بھی ضروری ہے۔ تعصب کی پٹی کو اتار پھینکنا لازمی ہے تب اُسے نظر آئے گا کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تو قائم ہو چکی ہے اور اس کے شیریں ثمرات سے ایک دنیا متمتع ہو رہی ہے۔

یعنی "خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" جو بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں قائم ہے، خدا تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے اور ملت اسلامیہ کا واحد سہارا ہے اس کے بغیر مسلمانوں کی ترقی محال بلکہ ناممکن ہے۔ مسلمان حقیقی رنگ میں اسلام کے مفہوم کو اور اساس اسلام یعنی کلمہ طیبہ کے مطلب کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ نظام خلافت ان میں قائم نہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دنیا کے سامنے دائمی رنگ میں پیش کرنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے۔ ۱۹۶۰ء میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:۔

"خلافت کا مسئلہ میرے نزدیک اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ایک ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کلمہ شریف کی تفسیر کی جائے تو اس تفسیر میں اس مسئلہ کا مقام سب سے بلند درجہ پر ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمہ طیبہ اسلام کی اساس ہے۔ مگر یہ کلمہ اپنے اندر جو تفصیلات رکھتا ہے اور جن امور کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے اُن میں سے سب سے بڑا امر مسئلہ خلافت ہی ہے۔" (خلافت راشدہ صفحہ ۳)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کی آنکھوں کو کھول دے اور انہیں سمجھ عطا کرے کہ پیارے آقا آنحضرت صلعم کے فرمان کے مطابق اس زمانہ میں ان کی فلاح و بہبود کیلئے اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہی ہے جو جماعت احمدیہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے وجود باجود سے قائم ہو چکی ہے۔ ؛

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں — بقیہ صفحہ ۲۸

تو اس کو مارا جاتا اور اس کی بیٹیوں کے ساتھ اس کے آنکھوں کے سامنے زبردستی کی جاتی اور اس کو کہا جاتا کہ دیکھو! — اور پھر سارے خاندان کو زار روس کے ساتھ ہلاک کر دیا گیا۔ اور اس رنگ میں یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

انذاری پیشگوئیوں کا زمانہ ابھی تمام نہیں ہوا۔ اب ایک عالمگیر جنگ دنیا کے سروں پر منڈلا رہی ہے اس کی پیش خبری بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں موجود ہے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پیشگوئیوں کی روشنی میں ساری دنیا کو عموماً اور مغربی ممالک کو خصوصاً متنبہ فرمایا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا اب تک دو جنگوں کی تباہی سے دوچار ہو چکی ہے اب ایک اور زبردست تباہی کے کنارے دنیا کھڑی ہے اور اگر دنیا جلد اپنے خالق کی طرف رجوع نہ کرے گی تو وہ تباہی آیا ہی چاہتی ہے اللہ تعالیٰ ان اقوام کو سمجھ عطا کرے

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کی ترقی کے تعلق میں بطور پیشگوئی فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھیلے گا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔۔۔۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

یہ عظیم پیشگوئی بھی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے ایک وہ وقت تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے چند ہزار سے زیادہ نہ تھے لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کروڑ سے تجاوز کر چکے ہیں اور اکناف عالم میں مجاہدین احمدیت پہنچ کر تبلیغ اسلام کر رہے ہیں اور دنیا کے کناروں تک جماعت منظم طریق سے قائم ہے۔ ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش کو چھوڑ کر تقریباً ایک ہزار جماعتیں ہو رہی ہیں اور بیرونی ممالک میں چھ صد سے زیادہ مساجد تبلیغ کے مرکزوں میں بنائی جا چکی ہیں اور وہ وقت قریب ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ آئندہ صدی غلبہ اسلام کی صدی ہوگی وہ وقت کتنا خوش قسمت ہوگا جب ساری دنیا اسلام احمدیت کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ خدا تعالیٰ وہ دن ہماری زندگیوں میں ہمیں دیکھنا نصیب کرے اور ساری دنیا اس طرح حقیقی مسلمانوں سے بھر جائے جس طرح صحرا و ریت کے ذروں سے اور سمندر پانی کے قطروں سے بھر جاتا ہے ؛

غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم اور احمدی خاتون کی ذمہ داریاں

از محترمہ اعظم النساء صاحبہ اہلیہ سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب حیدرآباد دکن

کفر کی ضلالت میں اک دنیا ہے اندھی ہو رہی
آسرا یا نور بن جائیں زمانے کے لئے

مردوں کی طرح جب ہم عورتیں بھی دینی و دنیوی گمراہی میں مبتلا تھیں اور اسلام کے بنیادی احکام کو بھول کر غیر اقوام کی تقلید میں فخر محسوس کر رہی تھیں تو اُس قادر و توانا خدا نے ہماری اس خستہ حالت کو دیکھکر اپنے وعدے کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا آپ نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدل دیا۔ ہم میں ایک روحانی انقلاب پیدا کیا اور ہم جو صدیوں کے مردہ تھے آپ کی مسیحائی سے جی اُٹھے اور اللہ تعالےٰ کے اس عظیم احسان نے ہمیں اپنا سب کچھ دین کی خاطر قربان کرنے کے لئے اُکسا دیا ہے اور ہمارے خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو الہاماً یہ بتایا گیا کہ

"اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائیگی"

گویا اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کی اصلاح عورتوں کی اصلاح کے ساتھ وابستہ کی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں پیدا کیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ترقی دی اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور میں ہماری مزید اصلاح و ترقی کے سامان کئے جا رہے ہیں۔ تو ہمیں اس کی قدر کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو سمجھنا چاہیئے جو غلبہ اسلام کی صدی کے استقبال کے ضمن میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ یہ سمجھے کہ احمدیت کا ستون میں ہی ہوں۔ اگر میں ذرا ہلی اور ذرا میرے پاؤں ڈگمگائے ــــ ذرا میں دنیا داری کیطرف جھکی ــــ ذرا میں نے غفلت برتی ــــ ذرا میں دین سے منہ موڑی اور ذرا میں تسلسل میں رخنہ ڈالی تو احمدیت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔

ہم عورتوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں عورتوں کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ فتح و ظفر کا جھنڈا مردوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ میں بھی دیا گیا ہے تاہم بڑی بڑی قربانیاں کر کے خدا کے فضل و نصرت کو جذب کرنے والے بنیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم پہلے کامل طور پر اپنی اصلاح کر لیں۔ ہماری اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر شعبہ زندگی میں ادنیٰ سے اعلیٰ عمل میں دین کو مقدم رکھیں۔ اور دین کی خاطر جانی و مالی، وقت اور اولاد کی قربانی دینے سے دریغ نہ کریں۔

گو ہم اس دائرہ عمل میں دوسری مسلمان بہنوں سے آگے ہیں مگر ہمارے سپرد جو عظیم کام کیا گیا ہے اس کی نسبت ہمیں اور بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہم گھر کی چار دیواری میں صرف خاوند اور بچوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ بلکہ ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اُس کا قرب حاصل کرنے کی خاطر پیدا کی گئی ہیں جس میں خاوند کی خدمت اور اولاد کی تربیت بھی شامل ہے۔ ایک احمدی عورت کو چاہیئے کہ جس طرح اپنے گھر کے کام کاج کو اپنا فرض سمجھ کر ادا کرتی ہے اسی طرح اشاعت اسلام کو بھی اپنا فرض سمجھے اور ہمارے دل میں اسلام کی سچی تڑپ ہو ــــ دین کی محبت کا جوش ہو ــــ استغفار اور دعاؤں پر زور ہو ــــ استقلال و استقامت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر پورا بھروسہ ہو۔

ہمارے خلیفہ نے ہمیں وقت کی اہم ضرورت کے تحت بلایا ہے کہ

؎ سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

ہوشیار ہو جاؤ ــــ کامیابی کا وسیع میدان سامنے ہے جس کا انتہائی کنارہ آنکھوں سے اوجھل ہے۔ مگر حضور اُس کو دیکھ رہے ہیں اور ہمیں حکم دے رہے ہیں کہ دوڑو آگے بڑھو اور بڑھتے چلے جاؤ تاکہ منزل مقصود پر پہنچ جاؤ ــــ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق خدا کے فضل سے احمدیت دنیا میں پھیل جائے گی۔ اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونگے اس وقت مسلم بہنوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے کے لئے ایسی احمدی عورتوں کی ضرورت ہوگی جن کے قول و فعل سے وہ اسلام کو سمجھ سکیں اس کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم زمانہ کے لحاظ سے اپنی بہنوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کریں کیونکہ تاریخ اسلام میں صحابیات اور مسلم خواتین کے حالات پڑھ کر مردہ دل میں بھی جوش پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح ان بہادر خواتین نے باوجود اُن گھریلو دھندوں میں اُلجھے ہوئے ہونے کے زندگی کے ہر موڑ پر دین کی مایہ ناز خدمات کیں۔ اس ضمن میں نپولین کا ایک قول پیش خدمت ہے۔ نپولین کہتا ہے کہ تم مجھے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ماں دیدو تو میں تمہیں ایک اعلیٰ قوم دیدونگا اس قول کی سچائی میں کس کو کلام ہو سکتا ہے اگر ہماری احمدی بہنیں تعلیم یافتہ نہیں ہونگی تو آئندہ نسلیں محض جاہل مطلق رہیں گی۔ مگر ضروری ہے کہ تعلیم میں دینی عنصر کو غالب رکھا جائے تاکہ آئندہ نسلیں دینی رنگ میں رنگین ہوں اور وہ مغربیت اور دہریت کا مقابلہ کر سکیں۔ پس ہر احمدی بہن کا فرض ہے کہ وہ اپنے دل میں یہ عہد کرلے کہ میں دین کی خدمت کرونگی خواہ عُسر ہو یا یُسر۔

احمدی بہنوں کی ترقی میں چاہیئے کہ اُنکے مرد اُنکی مدد کریں یعنی ہر باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو ترقی دینے میں مدد دے ہر خاوند کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کی دینی و دنیوی ترقی کا انتظام کرے ہر بھائی کا فرض ہے کہ اپنی بہن کو ہر ممکن امداد دے حتیٰ کہ ہر بیٹے کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کو ترقی کے منازل طے کرائے۔ کیونکہ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ہم آرام سے نہ بیٹھیں جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ:۔

"ایک احمدی مسلمان کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ صرف اس کا اپنا نفس نہیں صرف اس کا خاندان اور بیوی بچے نہیں ــــ رشتہ دار نہیں ــــ شہر نہیں۔ ملک نہیں بلکہ اس کی جو کوشش اور محنت ہے اور خدمت کے لئے اس کی جو جدوجہد ہے اور نیکی پھیلانے کی جو تڑپ ہے اس کی حدود عوام الناس کی سرحدوں تک پہنچنی چاہیئے یعنی امریکی عوام تک بھی افریقین عوام تک بھی ــــ فجی اور اسٹریلیا نیوزی لینڈ اور دوسرے جزائر کے عوام الناس تک .... اس لئے اپنی خدمت کا حلقہ وسیع کرنے کی کوشش کریں"

نیز فرمایا کہ:ــــ

"ہم یہ ضرور کہیں گے اور آپ کے لئے ایسا کرنا ممکن ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح عورتوں میں اپنے پیار اور دوستی کا حلقہ بڑھائیں اور اپنے گھروں میں دوسری عورتوں کو بلائیں اور پیار سے اُنہیں سمجھائیں .... آخر چل کر ان پر احمدیت کی صداقت کھل جائیگی"

پس ہم احمدی خواتین کا فرض اوّلین ہے کہ ہم ہمارے پیارے امام کی اس جانفزا آواز پر لبیک کہیں اور ہم میں اللہ تعالےٰ نے جو استعدادیں رکھی ہیں اس سے کام لیتے ہوئے عوام الناس تک اپنی تبلیغ اور اپنی خدمت کا دائرہ وسیع کریں اور اپنے اندر بھی ایک ایسی لازوال محبت اُس یار یگانہ اللہ تعالےٰ سے پیدا کریں جو شاخ احمدیت پر پھول بن کر مہکے اور بلبل بن کر چہکے۔

آخر میں خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے دلوں کی مصفا شیشی میں اُس کی محبت۔ اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اس کے مسیح محمدی کی محبت عطر بن کر سما جائے اور سارے عالم کو اس کی خوشبو سے مہکا دے۔ آمین اللّٰھم آمین +

درخواستہائے دُعا

۱:۔ میری دینی و دنیاوی ترقیات اور مخالفین کے شر سے ہر طرح محفوظ رہنے کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسارہ حلیمہ بانو سرینگر کشمیر

۲:۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ ہاتھ کی بیماری میں مبتلا ہے اُسکی کاملہ و عاجلہ کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار بشیر الدین وانی اونہ گام کشمیر

۳:۔ میری اہلیہ کا ۱۰ اکتوبر کو اپریشن کر کے بچہ نکالا گیا زچہ بچہ دونوں بخیریت ہیں اعانت بدر میں ۱۰/- روپے جمع کرا کے تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو اور اس کی والدہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے۔

خاکسار شیخ ناصر علی برہ پورہ

۴:۔ خاکسار کا چھوٹا بھائی اُسامہ احمد احمدی C.A. میں داخلہ لیا ہے۔ احباب جماعت سے اپنے بھائی کی نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار بشارت احمد حیدر قادیان

امام الزّمان کون ہے!

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ انچارج مونگھیر

جملہ اسلامی فرقے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق کسی نہ کسی رنگ میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ایک "مرد کامل"، "امام مہدی" "مسیح موعود" ضرور آئے گا۔ اسلامی فرقوں میں سے بعض فرقوں کے ہاں صرف "امام مہدی" یا امام الزمان کا ہی ذکر پایا جاتا ہے۔ اور وہ اسی امام کے منتظر ہیں جب ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کرتے ہیں، تو فلسفہ امامت کی بلیغ وضاحت کے ساتھ آپ نے "امام الزمان" ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا ہے۔ اور اس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "امامکم منکم" اور "فامّکم منکم" آپؑ ہی کی ذات میں پوری ہوتی ہے۔

اس زمانے کا امام الزّمان کون ہے

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزّمان نہیں کہلا سکتے۔ اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانے میں امام الزّمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزّمان میں ہوں۔ اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں۔"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴)

امام الزّمان کس کو کہتے ہیں

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام الزّمان کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کو باقی خواب بینوں اور ملہموں پر کیا فوقیت حاصل ہے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:—

"اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزّمان اس شخص کا نام ہے کہ جس کی رُوحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ سارے جہان کے معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر رنگ میں مباحثہ کر کے مغلوب کر لیتا ہے وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانے میں آئی ہے۔ اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ رُوحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے۔"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۔۔)

امام الزّمان کے اوصاف

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، امام الزّمان کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:—

"سو امام الزّمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر قسم کے اعتراضات کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کی رو سے بھی ہیئت کی رو سے بھی۔ اور امام الزمان حامی بیضہ اسلام کہلاتا ہے۔ اور اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دُور کرے اور ہر معترض کا منہ بند کر دے اور صرف یہ نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نہ صرف اعتراضات دُور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کر دے"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۱۶)

امام الزّمان ہونے کا ثبوت

سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام، اپنے امام الزمان ہونے کا ثبوت مندرجہ ذیل الفاظ میں دیتے ہیں:—

"اگر یہ سوال ہو کہ تمہارے حَکَم ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کے لئے حَکَم آنا چاہیئے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حَکَم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے اور جن نشانوں نے اس حَکَم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے، زمین نشان ظاہر کر رہی ہے .... اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جن کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں۔ جن کو میں نے ذکر نہیں کیا۔ ان تمام وجوہ سے میں امام الزّمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴)

امام الزّمان کا ظہور کوئی معمولی امر نہیں کہ اسے اقوام عالم نظر انداز کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جو اپنے زمانے کے امام کی شناخت نہیں کرتا اور اس پر ایمان نہیں لاتا اور اسی حالت میں اس پر موت آجاتی ہے تو وہ جاہلیت کی موت ہوتی ہے فاعتبروا یا اولی الالباب

قادیان میں رخصتانہ کی دو تقاریب

۱۔ مؤرخہ ۱۰ دسمبر ۶۹ء کو عزیزہ فرحت جہاں صاحبہ بنت مکرم محمد اسماعیل خانصاحب مرحوم کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ قبل ازیں ان کا نکاح مکرم محمد احمد اللہ صاحب بھنوں پسر مکرم احمد یداللہ صاحب بھنوں آف مارشس کے ساتھ ہو چکا تھا۔

چنانچہ مسجد مبارک میں بعد نماز عصر تلاوت قرآن مجید و نظم خوانی کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا فرمائی بعدہٗ برات مکرم منیر احمد صاحب صدیقی کے مکان پر گئی جہاں تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم حضرت امیر صاحب نے ان کی ہمشیرہ کے رخصتانہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا فرمائی۔

۲۔ مؤرخہ ۱۱ دسمبر ۶۹ء کو مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے درویش مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیٹی عزیزہ سلیمہ شہناز صاحبہ کے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ قبل ازیں ان کا نکاح مکرم احمد یداللہ صاحب جونیئر پسر مکرم احمد یداللہ صاحب سینئر کے ساتھ ہو چکا تھا۔

چنانچہ مسجد مبارک میں بعد نماز عصر تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم حضرت امیر صاحب نے اجتماعی دعا فرمائی۔ بعدہٗ برات مکرم مولوی منظور احمد صاحب کے مکان پر گئی جہاں تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، کل اور آج جو شادی کی تقاریب عمل میں آئی ہیں، مارشس کے ایک مخلص خاندان کے دو بیٹوں کی ہیں۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دائمی مرکز "قادیان" کے ساتھ ان کا روحانیت کے ساتھ ساتھ جسمانی تعلق بھی قائم ہو جائے اس غرض کے پیش نظر مکرم احمد یداللہ صاحب نے اپنے دو بیٹوں کا قادیان میں رشتہ کرنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد یہ رشتے طے پائے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر جہت سے بابرکت بنائے۔ اس کے بعد آنمحترم نے اجتماعی دعا فرمائی۔

مارشس سے دونوں دولہوں کے والد محترم تو نہ آسکے البتہ ان کی والدہ محترمہ۔ ان کے بہنوئی مکرم رفیق جواہر صاحب اور دیگر کئی عزیز و اقارب شادی کے ساتھ ساتھ جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لے آئے ہیں اسی طرح مارشس میں مقیم مبلغ مکرم محمد صدیق منور صاحب نے بھی شادی میں شرکت فرمائی۔

مؤرخہ ۱۲ دسمبر کو دونوں دولہوں کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں ساٹھ سے زائد مرد و زن نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو فریقین کے لئے موجب رحمت و برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

ایڈیٹر اخبار بدر کا تقرر!

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری کی جگہ اب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور کو ایڈیٹر اخبار بدر مقرر کیا گیا ہے۔ احباب آئندہ اخبار کے تعلق میں خط و کتابت مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور سے فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ کا شاندار اور روشن مستقبل

آمد آواز صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح ؎ نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں ؎ ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چون بیقرار

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ، قادیان

آج سے قریباً ۱۴۴ سال قبل ۱۳؍ فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان کی گمنام بستی میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے چالیس برس کی عمر میں آپ کو مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز فرمایا اور ۱۸۸۹ء میں خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی اصلاح، تجدید دین اور پرچم اسلام کو بلند کرنے کے لئے اس چودھویں صدی ہجری کے مجدد، مسیح موعود اور مہدی معہود کے منصب پر فائز فرمایا، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"۔ (اربعین)

(ب) "مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کرکے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں" (برکات الدعا)

اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ نے آپ کو بشارتیں دیں کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ "میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا" "اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا"۔ یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یعنی دور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور تیری امداد کیلئے دور دراز سے سامان پہنچیں گے۔ "I SHALL GIVE YOU A LARGE PARTY OF ISLAM" "کہ میں تجھے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت عطا کروں گا"۔ (تذکرہ)

آپ کا یہ دعویٰ اور بشارات سن کر چاروں طرف ایک شور برپا ہو گیا۔ اور مخالفت و تکذیب کا ایک طوفان اُمنڈ آیا۔ آپ کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے گئے۔ قتل کی سازشیں کی گئیں۔ مگر اس زندہ خدا نے پہلے ہی آپ کو آنے والے واقعات کی ان الفاظ میں خبر دے دی تھی۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا، لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا"۔ (تذکرہ)

یعنی جب آپ دعوئے ماموریت کریں گے تو دنیا آپ کو ردّ کرے گی۔ آپ کی مخالفت ہو گی مگر خدا آپ کی تائید میں آسمانی نشانات ظاہر کرے گا اور آپ کی قبولیت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا۔ خدائی بشارتوں کے مطابق آپ کی آواز قادیان سے نکل کر باہر پھیلنی شروع ہوئی۔ نہ صرف پنجاب کے ہی ضلع اور ہر شہر میں اور ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر ریاست میں پھیلی بلکہ ایشیا اور یورپ، افریقہ، امریکہ اور دیگر ممالک و جزائر میں بھی پھیلتی چلی گئی۔ آپ نے اردو اور عربی زبان میں اپنے دعویٰ کی تائید میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کی بعض کتب اور اشتہارات کا انگریزی ترجمہ غیر ممالک میں بھی شائع کیا گیا۔ آہستہ آہستہ لوگوں کے دل آپ کی جانب مائل ہونے شروع ہوئے۔ ایمان لانے والوں کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی۔ دور دراز سے لوگ اور اموال و تحائف آپ کے پاس پہنچنے لگے۔ مومنوں کی ایمان کی زیادتی اور مخالفین پر اتمام حجت کے لئے آپ کی تائید میں زمین آسمان سے تازہ بہ تازہ نشانات ظاہر ہونے لگے۔ اسی امر کی طرف آپ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

آمد آواز صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چون بیقرار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
سارے منصوبے جو تھے میری تباہی کیلئے
کر دیئے اُس نے تبہ جیسے کہ ہو گرد و غبار

چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ گمنامی کے گوشہ سے نکل کر دنیا بھر میں شہرت پا گئے اور اور قادیان کی گمنام بستی بھی آپ کی برکت سے مشہور ہو گئی۔ چند سال قبل آپ بالکل تن تنہا اور بے یار و مددگار خدائی پیغام کو لے کر اُٹھے تو اپنے اور بیگانے سب مخالف ہو گئے۔ مگر تمام مصائب اور مشکلات کے باوجود آپ کامیاب و کامران ہوئے اور خدا تعالیٰ نے حسب بشارت آپ کو ایک زندہ، اسلام کی خدمت کرنے والی اور تبلیغی جوش رکھنے والی فعال جماعت عطا فرمائی۔ اسی جماعت میں حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید اور مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب جیسے جانثار بھی تھے جنہوں نے احمدیت کی خاطر افغانستان میں بخوشیٔ دل جام شہادت نوش فرمایا۔ اور اپنے خون سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے گواہ بنے۔ آپ کی زندگی میں ہی آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد قریباً پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی، چنانچہ آپ اپنی ابتدائی حالت اور پھر کامیابی کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہیں۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کی جماعت میں خلافت کا انتظام جاری ہوا اور حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب آپ کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ خلافت اولیٰ میں ہندوستان سے باہر انگلستان میں ۱۹۱۳ء میں جماعت کا ایک تبلیغی مرکز قائم ہوا جس کے انچارج مکرم چودھری فتح محمد صاحب رضی اللہ عنہ ایم اے تھے گویا بیرونی دنیا میں تبلیغی مراکز کے قیام کی بنیاد پڑی۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ جماعت کے خلیفہ ثانی منتخب ہوئے۔ آپ کو الہام الٰہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسن و احسان میں نظیر۔ دنیا کے کناروں تک شہرت پانے والا قرار دیا گیا تھا، چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی قیادت و رہنمائی میں جماعت کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائی اور آپ کے ۵۱ سالہ عہد خلافت میں ہند و پاکستان کے علاوہ مختلف بیرونی ممالک میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو گئیں۔ ۱۹۶۵ء میں حضرت سیدنا مصلح موعودؓ کے وصال کے بعد ہمارے موجودہ امام حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے خلیفہ ثالث کے منصب عالی پر فائز ہوئے۔ حضور کے مبارک عہد خلافت میں اشاعتِ اسلام اور اشاعت قرآن کا کام ٹھوس اور وسیع بنیادوں پر شروع ہوا چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب دنیا کے قریباً ۱۴۴ ممالک میں ۱۴۱ باقاعدہ مشن قائم ہو چکے ہیں جن سے متعلق ۹۲۵ برانچیں ہیں اور ان میں مرکزی اور لوکل مبلغین کرام کام کر رہے ہیں۔ ۸ یورپین و افریقن زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ان ممالک میں ۵۳۵ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ ۵۰ تعلیمی ادارے اور ۲۲ طبی مراکز قائم ہو چکے ہیں اور ہر آنے والے دن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کا قدم ترقی کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ غرضیکہ اب دنیا میں شاذ ہی کوئی ایسا علاقہ ہو گا جہاں جماعت احمدیہ نہ پائی جاتی ہو یا کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام نہ پہنچ چکا ہو۔ چنانچہ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ بفضلہٖ تعالیٰ دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ دیکھئے! خدا تعالیٰ کا کلام کس شان سے پورا ہوا کہ:-

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

خدا کے فضل و کرم سے آج ساری دنیا میں احمدیہ جماعت کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہو چکی ہے اور ہند و پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی کئی لاکھ احمدی موجود ہیں۔ براعظم افریقہ اور انڈونیشیا میں احمدی آبادی دوسرے ممالک کی نسبت زیادہ ہے۔ الغرض ہر رنگ و نسل، ملک و قوم، طبقہ و سوسائٹی، علم و قابلیت اور فن و ہنر کے افراد اس جماعت میں شامل ہیں۔ اور مختلف ممالک کے بے شمار نوجوان مالی قربانیوں کے علاوہ تبلیغ کے لئے اپنی زندگیاں بھی وقف کر رہے ہیں۔ گویا آج جماعت احمدیہ اور اس مرکز کو دنیا میں انٹرنیشنل (بین الاقوامی) پوزیشن حاصل ہے اور دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والے احمدیوں کے دل! اپنے روحانی مرکز قادیان سے وابستہ ہیں۔ قریباً ہر زبان میں جماعت کا پریس اور لٹریچر موجود ہے اور جماعت کی علمی، مالی اور اقتصادی پوزیشن کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت کی یہ مستحکم پوزیشن اور روز افزوں ترقی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کا ایک روشن ثبوت ہے۔ کیونکہ ایک کاذب اور مفتری کو یہ تائید و نصرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

بچہ بڑھتی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرنا وہ جہاں کا شہریار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میری جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

چنانچہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کی اس غیر معمولی ترقی اور تبلیغی جد وجہد کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور رقمطراز ہیں:۔

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں ......
یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی نظر آتی ہیں"
(زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء)

۲۔ ایڈیٹر صاحب اخبار "تیج" دہلی تحریر کرتے ہیں:۔

"احمدیہ جماعت کا اثر ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہے یورپ وامریکہ آسٹریلیا، عرب، ایشیا کے تمام حصے غرضیکہ دنیا کا کوئی قابل ذکر ملک نہیں ہے۔ جہاں احمدیہ جماعت کی شاخ یا کم از کم کوئی احمدی کام نہ کر رہا ہو۔ یورپ کے تمام ممالک انگلستان فرانس، جرمنی وغیرہ میں غرضیکہ تمام جگہ اُن کے مشن موجود ہیں۔ امریکہ میں بھی تبلیغ ہو رہی ہے۔ افریقہ اور عرب کے تپتے صحراؤں، مصر اور ایران کے زرخیز متمدن ممالک ترکستان، شام افغانستان کی خوشنما وادیوں میں غرضیکہ ہر جگہ ان کی کوششیں جاری ہیں اور دن بہ دن ترقی کر رہی ہے"۔ (تیج ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء)

جماعت احمدیہ کا شاندار مستقبل

عزیز بھائیو! حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس زمانہ میں خدا کے مامور اور مصلح ہیں خدا نے ان کی جماعت کے لئے ایک پودہ کی طرح آہستہ آہستہ ترقی کرنا مقدر کر رکھا ہے اور اس جماعت کا مستقبل نہایت ہی روشن اور شاندار ہے۔ چنانچہ جس زندہ خدا نے آپ کو ابتداء میں ترقی و کامیابی کی بشارتیں دی تھیں اور وہ پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اسی زندہ خدا نے آپ کو جماعت کے روشن مستقبل کے متعلق بھی بشارتیں دی ہیں جو انشاء اللہ پوری ہو کر رہیں گی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

(الف) خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"
(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

نیز فرمایا:۔

(ب) "اے تمام لوگو سن رکھو یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ......
دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴ و ۶۵)

پس مبارک ہے وہ شخص جو مامور ربانی اور مرسل یزدانی کو شناخت کر کے اس پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرتا اور خدا کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔

آب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشتِ خار
اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار
(مسیح موعود)

"جوانوں کے ہو تم جواں اللہ اللہ!"

نتیجہ فکر مکرم عبد الرحیم صاحب راٹھور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ
"تم جوانوں کے جوان ہو۔"

امسال کے سالانہ اجتماع میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے احمدی شعراء کو ترغیب دلائی کہ وہ حضور انور کے اس فرمودہ مبارک فقرہ کو مصرعہ طرح بنا کر نظمیں لکھیں چنانچہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے مصرعہ طرح یہ دیا۔
"جوانوں کے ہو تم جواں اللہ اللہ"

مکرم عبد الرحیم صاحب راٹھور نے اس مصرعہ طرح پر ایک نظم کہی جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

جوانوں کے ہو تم جواں اللہ اللہ
صداقت کے روشن نشاں اللہ اللہ

جہانوں کی رونق تمہی سے ہے قائم
زمانے کی روحِ رواں اللہ اللہ

بشارات صبح و مساء مل رہی ہیں
ملائک کے ہو راز داں اللہ اللہ

حرم کے تمہی پاسباں ہو جہاں میں
خود اپنے حرم پاسباں اللہ اللہ

ملائک سے بھی اے غلامانِ احمدؐ
ہے بالا تمہارا مکاں اللہ اللہ

کواکب کی صورت فروزاں ہو دائم
رہِ حق تمہی سے عیاں اللہ اللہ

دلوں میں سدا عشقِ قرآں بسا ہے
معارف ہیں وردِ زباں اللہ اللہ

بھلائی کا رستہ دکھاتے چلو تم
ہمیشہ ہو شیریں زباں اللہ اللہ

صداقت شعارو! محمدؐ کے پیارو!
سُریلی تمہاری اذاں اللہ اللہ

ہلاتا ہے عرشِ معلیٰ کے پردے
بلاشک تمہارا فغاں اللہ اللہ

خلافت سے وابستگی ہو مبارک!
خوشا راہِ امن و اماں اللہ اللہ!

ولادت

یکم فتح (دسمبر ۱۹۷۹ء) روز شنبہ بوقت ظہر اللہ تعالیٰ نے میرے چھوٹے بھائی عزیزم منصور احمد صاحب سلمہٗ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب احمدی مرحوم سابق امیر جماعت یادگیر کا پوتا اور مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب مرحوم کا نواسہ ہے اور حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ کا پڑپوتا ہے۔

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نومولود کا نام عاصم تجویز فرمایا ہے۔ احباب کرام اور بزرگان سے نومولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر نیک صالح اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ولادت کی خوشی کے موقع پر درویش فنڈ میں پندرہ روپیہ اور اعانت بدر کی مد میں دس روپیہ ادا کئے گئے ہیں۔

(محمد عبد الصمد احمدی یادگیر)

امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہو چکا ہے! بقیہ صفحہ (۲)

چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ہی بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر قادیان کی مقدس بستی سے اعلان فرمایا :-

(ا)۔ "جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔"

(کتاب البریہ ص ۱۲۹)

(ب)۔ "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔"

(اربعین)

نیز فرمایا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا!
اِسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار!

پس اِس وقت جبکہ چودھویں صدی ہجری ختم ہو رہی ہے اور پندرھویں صدی کے استقبال کی عالمِ اسلام میں تیاریاں ہو رہی ہیں، مَیں آپ بھائیوں سے محبت بھری اپیل کرتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعاوی پر سنجیدگی سے غور و فکر کریں۔ کہ بجز آپؑ کے اب کوئی امام مہدی اور مسیح موعود نہیں۔ اور آپؑ کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے زمین و آسمان نے بھی گواہی دی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی قابلِ قدر تصانیف اور سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا بغور مطالعہ فرمائیں آنے والا موعود عین وقت پر آیا۔ اور ایک ایسی فعال جماعت قائم کرکے دُنیا سے کامیاب و کامران رخصت ہوا۔ جو جماعت آج دُنیا بھر میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا فریضہ بجا لانے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ پس آپ مایوسی اور نا اُمیدی کا شکار ہونے کی بجائے خوش اور پُر اُمید ہوں۔ کہ آپ کو بھی اِس زمانہ کے مجدد۔ امام مہدی اور مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو کر خدمتِ دین کا زرّیں موقعہ ملے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دربارہ امام مہدی کی تعمیل کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور برکت حاصل ہوگی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی اِس پیشگوئی کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں :-

"مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مَرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریمؑ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مَرے گی اور وہ بھی مریمؑ کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دِلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دُوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریمؑ کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اِس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دِن سے پُوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ ص ۶۴-۶۵)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے بھائیوں کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شناخت اور قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین۔

★ــــ اِس سلسلہ میں مزید لٹریچر و معلومات کے لئے آپ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے رابطہ پیدا کر سکتے ہیں۔

Registered with the registrar of news Papers for India at No. R. N 61/57

Regd No. : P/G. D. P-3

Phone No : 35

CHAUDHWIN SADI NUMBER

The Weekly BADR Qadian 143516

Editor—Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editors—Jawaid Iqbal Akhtar & Mohammad Inam Ghori

22/29 MOHARRAM 1400 — 13/20 DESEMBER 1979.

چودھویں صدی۔ اور۔ ظہورِ امام مہدیؑ

کلامِ منظوم از حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح !!
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اِس طرف اَحرارِ یورپ کا مِزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زِندہ وَار

کہتے ہیں تثلیث کو اَب اہلِ دانش اَلوَداع
پھر ہُوئے ہیں چشمۂ توحید پر اَز جاں نِثار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بِشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نِشاں اَلْوقت میگوید زمیں!
ایں دو شاہد از پئے مَن نعرہ زن چُوں بیقرار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اَے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اَب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہَوا
پھر خُدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے، وُہ آئے گا انجامِ کار

یاد وہ دِن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکانِ دِیں
مہدیٔ معہودِ حق اب جلد ہوگا آشکار

کَون تھا جس کی تمنّا یہ نہ تھی اِک جوش سے
کَون تھا جس کو نہ تھا اُس آنے والے سے پیار

پھر وہ دِن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اَوّل ہو گئے مُنکر یہی دِیں کے منار

سَر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عُمرِ دُنیا سے بھی، ہے اَب آگیا ہفتم ہزار

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جُوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خُوشگوار

(منقول از براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۰/۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی ۳